عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۳۵ | ۱۸تا۲۴رشوال ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۳تا۲۹رجولائی ۲۰۱۶ء | شمارہ: ۲۸

مغربی ممالک میں مسلمانوں کا مذہبی تشخص

مساجد جنت کے باغات

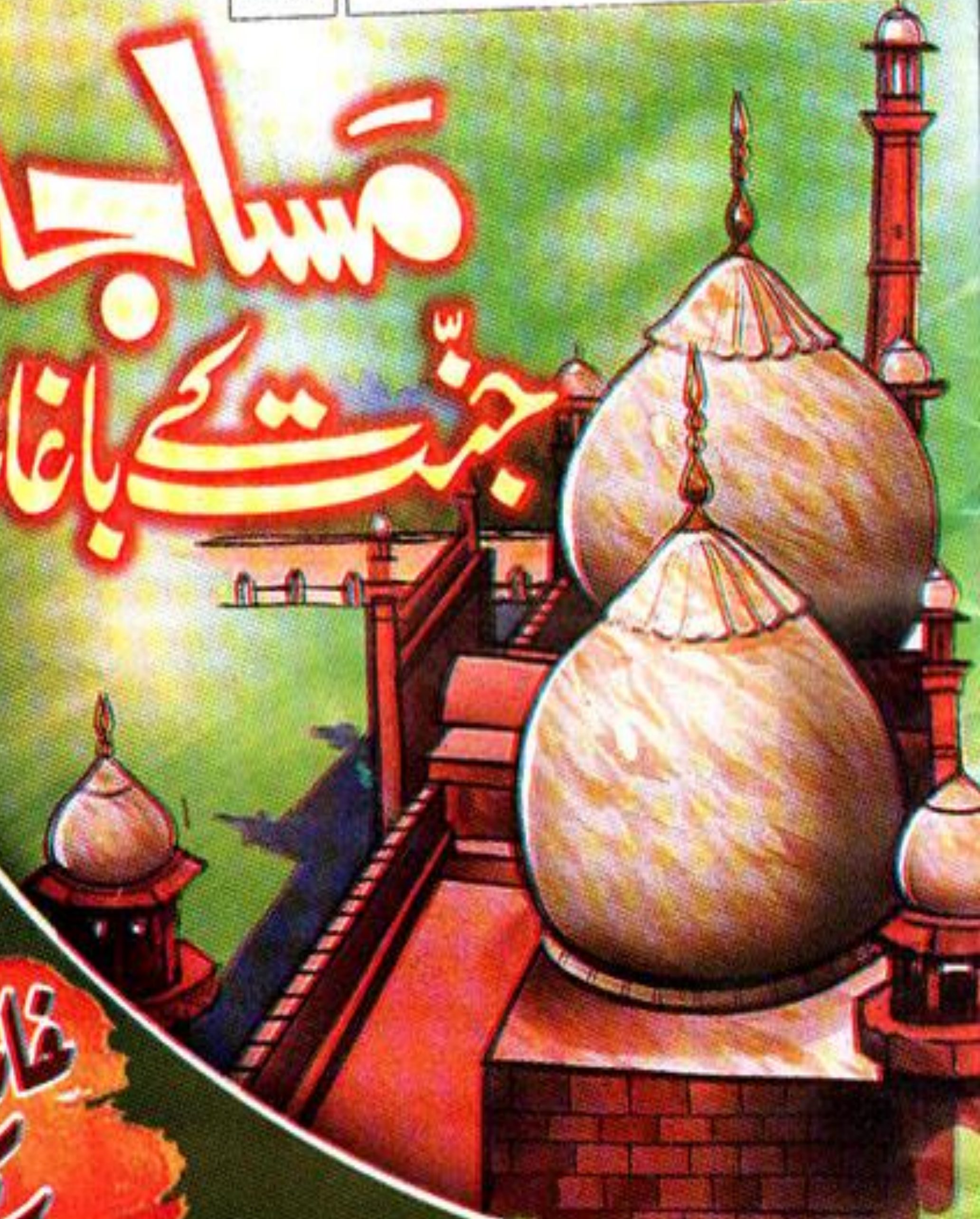

خانہ ساز نبوت کے راہی

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

حج سے متعلق مسائل

س:...... ایک شخص کے پاس پیسہ جمع ہے جو اس نے مکان کی تعمیر کے لئے رکھا ہوا ہے اور خود وہ ابھی کرایہ کے مکان میں رہتا ہے، کیا اس جمع شدہ پیسے کی وجہ سے اس شخص پر حج فرض ہوگا؟ اگر وہ حج کرنے کی بجائے سارا پیسہ مکان کی تعمیر پر لگادے تو کیا حکم ہے؟

ج:...... مال خواہ کسی بھی مقصد سے جمع کیا ہو، اگر حج کے ایام آجائیں اور یہ مال موجود ہو تو صاحب مال پر حج فرض ہوجاتا ہے اور جب حج ایک بار فرض ہوجائے اور ادا نہ کیا جائے تو پھر اس کی فرضیت کبھی ساقط نہیں ہوتی، خواہ پورا کا پورا مال ہلاک ہوجائے یا خرچ ہوجائے۔ ہاں اگر ایام حج سے پہلے ہی سارا مال خرچ ہوجائے یا ہلاک ہوجائے تو ایسی صورت میں حج فرض ہی نہیں ہوا اور ایام حج یکم شوال سے شروع ہوجاتے ہیں۔ اس لئے اگر یکم شوال سے قبل ہی سارا پیسہ خرچ ہوگیا اور اس قدر بھی باقی نہ رہا کہ اس سے حج پر جانا ممکن ہو تو ایسی صورت میں حج فرض نہیں ہوگا۔

”قال ابن نجیم: لو لم یکن له مسکن ولا خادم وعنده مال یبلغ ثمن ذلک ولایبقیٰ بعده قدر مایحج به فانه لایجب علیه الحج لان هذا المال مشغول بالحاجة الاصلیة، الیه اشار فی الخلاصة۔“ (البحر الرائق، ص:۵۴۹، ج:۲)

”وفی حاشیته: هذا محمول علی ماقبل حضور الوقت الذی یخرج فیه اهل بلده فلو حضر تعین اداء النسلک علیه فلیس له ان یدفعه عنه الیه کما ذکره ملا علی القاری فی شرحه علی باب المناسک۔“ (منحۃ الخالق علی البحر الرائق، ص:۵۴۹، ج:۲)

س:...... کیا قرض لے کر حج کرنا صحیح ہے جبکہ قرض دینے والا خوشی سے قرض دے اور کہے کہ آپ حج کرنے جائیں، مجھ سے قرض لے لیں اور جب سہولت ہو ادا کردینا۔ کوئی کہتا ہے کہ قرض لے کر نہیں جانا چاہئے؟

ج:...... اگر حج فرض ہوچکا ہے لیکن سرمایہ نہیں رہا تو قرض لے کر ہی حج کرلینا چاہئے، اللہ تعالیٰ قرض کی ادائیگی کا بھی انتظام فرمادیں گے۔ اگر کسی پر حج فرض نہ بھی ہو تو بھی اس کے لئے قرض لے کر حج کرنا منع نہیں ہے۔

س:...... جو شخص غیر شادی شدہ ہو اور اس کے والدین زندہ ہوں اور انہوں نے حج نہ کیا ہو تو کیا یہ شخص اپنا حج کرسکتا ہے؟

ج:...... اگر اس شخص پر حج فرض ہوچکا ہے تو اس کو حج کرنا ضروری ہے خواہ والدین نے حج نہ کیا ہو اور فرض کے لئے والدین کی اجازت شرط نہیں ہے، اس لئے یہ اپنا حج فرض ادا کرے اور اللہ تعالیٰ وسعت عطا فرمادیں تو والدین کو بھی حج کرادے۔

س:...... ایک خاتون جس کی عمر ۶۰ سال ہے، اس کا کوئی محرم نہیں ہے اور وہ حج پر جانا چاہتی ہے، کیا اس کے لئے گنجائش ہے کہ بغیر محرم کے سفر حج کرے؟

ج:...... عورت کا بغیر محرم کے حج پر جانا جائز نہیں اور اگر چلی جائے تو حج ادا ہوجائے گا، لیکن بغیر محرم کے سفر کا گناہ ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
کراچی

مجلسِ ادارت
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۵ — ۱۸تا۲۶رشوال المکرم ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۳تا۳۱رجولائی ۲۰۱۶ء — شمارہ:۲۸

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین وآرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

مساجد: جنت کے باغات	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
مغربی ممالک میں مسلمانوں کا مذہبی تشخص	۸	مولانا زاہد الراشدی
خانہ ساز نبوت کے راہی	۱۰	خالد محمود، سابق یونیل کندن
مولانا شجاع آبادی کے تبلیغی اسفار	۱۴	ادارہ
ایصال ثواب اور مروجہ قرآن خوانی کا حکم	۱۹	مفتی رشید احمد فریدی، انڈیا
لعل حسین اختر ؒ	۲۳	ڈاکٹر قاری محمد طاہر

بیاد
امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

احادیثِ قدسیہ

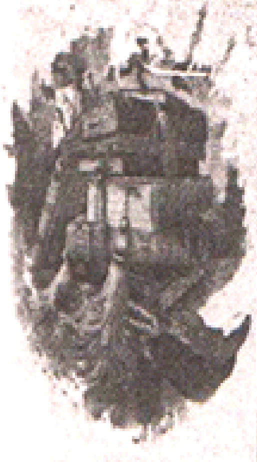

سحبان الہند حضرت مولانا
احمد سعید دہلویؒ

شرک اور الحاد

۴:...... حضرت ابوذرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اے آدمؑ کے بیٹے! جب تک تو میری عبادت کرتا رہے گا اور مجھ سے امید رکھے گا اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرے گا تو میں تیری مغفرت اور بخشش کرتا رہوں گا، تو اگر آسمان اور زمین سے لبریز خطائیں لے کر میرے سامنے آئے گا تو میں اسی مقدار میں بخشش اور مغفرت لے کر تیرا استقبال کروں گا اور تیرے گناہ معاف کردوں گا اور کچھ پرواہ نہ کروں گا۔ (طبرانی)

مطلب یہ ہے کہ شرک نہ ہو تو تمام خطاؤں اور گناہوں کی بخشش ومغفرت کی امید ہے اور یہ جو فرمایا کہ کچھ پرواہ نہ کروں گا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں بااختیار ہوں، خواہ گناہ کتنے ہی زائد ہوں، ان کے بخش دینے میں مجھ کسی کی پرواہ یا کسی کا خطرہ نہیں ہے۔

۵:...... حضرت عیاض بن حمار المجاشعیؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا: لوگو! آگاہ ہو کہ میرے پروردگار نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ تم کو وہ باتیں بتادوں جن کی تم کو خبر نہیں اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو وہ باتیں آج ہی بتائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو مال میں نے کسی بندے کو دیا ہے وہ اس کے لئے حلال ہے، اور بے شک میں نے اپنے تمام بندوں کو صحیح فطرت اور صحیح دین پر پیدا کیا ہے، مگر ان کے پاس شیاطین آئے اور ان کو ان کے دین سے جس پر میں نے پیدا کیا تھا بہکا دیا اور جو چیزیں میں نے اپنے بندوں کے لئے حلال کی تھیں ان کو ان پر حرام کردیا اور ان شیاطین نے ان کو حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ شرک کریں اور ایسی چیزوں کو میرا شریک ٹھہرائیں جن پر میں نے کوئی دلیل نہیں بھیجی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین کی مخلوق پر ایک نظر ڈالی تو سوائے چند اہل کتاب کے جو اپنے دین پر قائم تھے تمام اہل عرب اور عجم پر غضبناک ہوا، اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے تجھ کو مبعوث کیا اور اس لئے نبی بنا کر بھیجا کہ تیرا بھی امتحان لوں اور تیری وجہ سے تیری قوم کا بھی امتحان کروں۔ میں نے تجھ پر کتاب نازل کی ہے ایسی کتاب جس کو کوئی پانی دھو نہیں سکتا، جس کتاب کو تو سوتے اور جاگتے پڑھتا رہتا ہے، اور بے شک میرے اللہ نے مجھ کو حکم دیا کہ میں قریش کو فنا کردوں اور ان کو جلا کر خاک کردوں تو میں نے عرض کیا: اے اللہ! اگر میں ایسا کروں گا تو قریش میرے سر کو کچل کر روٹی کی ایک ٹکیا بنادیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو ان کو جلاوطن کردے جس طرح انہوں نے تجھے جلاوطن کیا، تو ان سے جہاد کر ہم تیری مدد کریں گے اور تو اپنے لشکر پر مال خرچ کر ہم تیری مال سے اعانت کریں گے اور اے محمد! تو ان پر لشکر کشی کر ہم تیری لشکر کی پانچ گنی تعداد سے امداد کریں گے اور اپنے فرمانبرداروں کو ہمراہ لے کر ان لوگوں سے جنگ کر جو تیری نافرمانی کرتے ہیں۔ (مسلم)

نماز

عملی شریعت کا پہلا اور بنیادی رکن

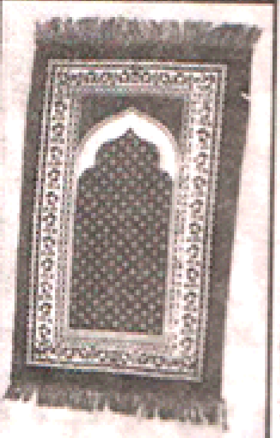

حضرت مولانا
مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

مسائل طہارت

س:...... کیا شریعت نے نجاست غلیظہ کی کوئی ایسی مقدار مقرر کی ہے کہ اس مقدار کے لگے رہنے کے باوجود انجانے میں نماز پڑھ لی جائے تو نماز ادا ہوجائے؟

ج:...... جی ہاں! ایسی مقدار شریعت نے بتلائی ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک وہ نجاست جو اپنا گاڑھا وجود رکھتی ہے جیسے پاخانہ اگر انجانے میں جسم پر یا کپڑے پر ساڑھے چار ماشے (۴.۳۷ گرام) کی مقدار تک لگا ہوا رہ جائے اور اس حالت میں نماز پڑھ لی جائے تو نماز ادا ہوجائے گی لیکن اس کو بھی ناپسند کہا گیا ہے اور جان بوجھ کر اتنی نجاست کو لگا ہوا رکھنا ناجائز ہے۔ اگر نجاست غلیظہ وجود کے اعتبار سے پتلی اور بہنے والی ہو جیسے شراب اور پیشاب تو اس کا پھیلاؤ ہتھیلی کی گولائی کے برابر ہو اور انجانے میں لگا رہ گیا ہو تو اس صورت میں نماز ادا ہوجائے گی لیکن ناپسند کہلائے گی، البتہ اس قدر ناپاکی کا جان بوجھ کر لگائے رکھنا ناجائز ہے۔

س:...... کیا شریعت نے نجاست خفیفہ کی کوئی ایسی مقدار مقرر کی ہے کہ اس مقدار کے لگے رہنے کے باوجود انجانے میں نماز پڑھ لی جائے تو نماز ادا ہوجائے گی؟

ج:...... جی ہاں! ایسی مقدار شریعت نے بتلائی ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ نجاست خفیفہ اگر کپڑے کے جس حصے یا جسم کے جس عضو پر لگ جائے اور وہ نجاست اس عضو کی کل مقدار کے مقابلے میں چوتھائی حصہ تک ہو تو اس قدر مقدار نماز پڑھنے کے حوالے سے معاف ہے یعنی انجانے میں ایسا ہوجائے تو نماز ادا ہوجائے گی۔ بقیہ تفصیل پچھلے سوال کے جواب کے مطابق ہی ہیں۔

س:...... ناپاکی دُور کرنے کا طریقہ شریعت نے کیا بتلایا ہے؟

ج:...... پانی سے اتنی جگہ کو اچھی طرح دھولیا جائے، ایسا کم از کم تین مرتبہ کیا جائے، نیز جن چیزوں کو نچوڑا جاسکتا ہے ان کو تینوں مرتبہ سختی کے ساتھ اچھی طرح نچوڑ لیا جائے تاکہ پانی کا کوئی قطرہ اس میں باقی نہ رہے، جو چیزیں نچوڑی نہیں جاسکتیں انہیں ایک مرتبہ اچھی طرح دھو کر اتنی دیر کے لئے چھوڑ دیا جائے کہ اس میں سے پانی کے تمام قطرات ٹپک کر ختم ہوجائیں، ایسا دوسری اور تیسری مرتبہ بھی کیا جائے۔ اس طرح کرلینے سے ایسی تمام چیزیں پاک ہوجاتی ہیں، چاہے دُھلنے کے بعد اس پر داغ دھبے برقرار رہیں۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفی

مساجد: جنت کے باغات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

مالک ارض وسماء نے جب سے کائنات کو وجود بخشا' آسمان کو رفعت عطا کی' زمین کو بچھایا اور پھیلایا' اس کے ساتھ ہی اس حی وقیوم ذات نے اس زمین کی آبادکاری' حفاظت وصیانت اور لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے بطور عبادت گاہ اور نشانِ ہدایت' اس پر اپنا گھر بیت اللہ بھی بنایا' جس کو ظاہری' باطنی' حسی اور معنوی برکات سے معمور کیا اور سارے جہاں کی ہدایت کا سرچشمہ ٹھہرایا۔ مذہب اسلام کے پیروؤں کو مشرق ومغرب میں اسی کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم ہوا۔ اس گھر کے معمار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت آدم علیہ السلام' حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ملائکہ رہے ہیں۔

اس گھر کے بعد اپنا ایک اور گھر بیت المقدس اس زمین پر سجایا' جس کو حضرت آدم علیہ السلام' حضرت سلیمان علیہ السلام اور جنوں کے ہاتھوں تعمیر کرایا اور ہر زمانہ میں اپنی عبادت اور اپنے سامنے مخلوق کی جبینِ نیاز جھکانے کی غرض سے اپنے مخلصین بندوں کے ہاتھوں یہ نیکی کے نشان اور اپنے گھر تعمیر کرائے' جو کبھی صوامع' کبھی بیع' کبھی صلوات اور پھر مساجد کے نام سے یاد اور آباد کئے جاتے رہے' جن کی حفاظت وصیانت کی تدبیر مالک الملک مختلف طریقوں سے کرتے رہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک مکہ مکرمہ میں مقیم رہے' بیت اللہ کے ساتھ عشق ومحبت اور مالک البیت کے سامنے آدابِ بندگی بجالاتے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیت اللہ اور سرزمین مکہ سے عشق ومحبت کا اندازہ اس سے بخوبی ہوتا ہے کہ کفار مکہ نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے حزین وغمگین انداز میں سرزمین مکہ کو مخاطب کرکے فرمایا:

''اے مکہ! تو کتنا پاکیزہ شہر ہے اور تو مجھے کتنا محبوب ہے! اگر میری قوم مجھے تجھ سے نکلنے پر مجبور نہ کرتی تو میں تجھے چھوڑ کر کہیں اور کبھی نہ جاتا۔'' (ترمذی ج:۲' ص:۲۳۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو سب سے پہلا کام یہ کیا کہ مسجد تعمیر کی' نہ صرف یہ کہ آپ نے خود مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا' بلکہ دوسروں کو بھی مساجد بنانے کی ترغیب دی اور اس کے فضائل ومناقب ارشاد فرمائے' مثلاً: مسجد نبوی سے متصل زمین کا ایک ٹکڑا پڑا تھا' جسے مسجد کی توسیع کی غرض سے مسجد میں ملانے کی ضرورت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''من یشتریها و یوسعها فی المسجد و له مثلها فی الجنة۔'' (کنزالعمال ج:۸' ص:۳۱۴)

ترجمہ: ''جو زمین کے اس ٹکڑے کو خرید کر مسجد کی توسیع کرے گا' اسے جنت میں اس جیسا گھر ملے گا۔''

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جو ایسے کاموں میں ہمیشہ سبقت لے جاتے تھے' اس موقع پر بھی وہ سبقت لے گئے اور وہ جگہ خرید کر مسجد نبوی میں شامل کرکے جنت میں اپنا محل بنالیا۔

قرآن کریم میں مساجد کی تعمیر کو اہل ایمان کی صفت قرار دیا گیا ہے' جیسا کہ ارشاد ہے:

''انما یعمر مساجد اللّٰہ من آمن باللّٰہ و الیوم الآخر و اقام الصلوٰۃ و اتی الزکوٰۃ و لم یخش الا اللّٰہ...... الخ۔'' (التوبہ:۱۸)

ترجمہ: ''اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتا ہے جو ایمان لایا اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور قائم کیا نماز کو اور نہ ڈرا سوائے اللہ کے۔''

مساجد بنانے والے اور ان کی تعمیر و ترقی میں حصہ لینے والے‘ نبی آخر الزمان‘ حضرت محمد مصطفیٰ‘ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ’’اللہ کے پڑوسی‘ اللہ کے اہل‘ اللہ کے عذاب کو روکنے کا سبب اور اللہ کے محبوب‘‘ کا خطاب پانے والے ہیں‘ جیسا کہ درج ذیل احادیث اس پر شاہد ہیں:

۱:’’عن انسؓ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اللّٰہ تعالیٰ ینادی یوم القیامۃ: این جیرانی‘ فتقول الملائکۃ: ومن ینبغی ان یجاورک؟ فیقول: این عمار المسجد۔‘‘ (کنزالعمال ج:۷‘ص:۵۷۸)

ترجمہ:’’حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے: میرے پڑوسی کہاں ہیں؟ ملائکہ عرض کریں گے: آپ کے پڑوسی کون ہوسکتے ہیں؟ اللہ پاک فرمائیں گے: مسجد کے آباد کرنے والے کہاں ہیں؟ (وہ میرے پڑوسی ہیں)۔‘‘

۲:’’عن انسؓ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عمار مساجد اللّٰہ ھم اھل اللّٰہ عزّوجل (کنزالعمال ج:۷‘ص:۵۷۸)

ترجمہ:’’حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کی مساجد آباد کرنے والے اللہ عزوجل کے اہل ہیں۔‘‘

۳:’’عن انسؓ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم‘ یقول اللّٰہ عزوجل: انی لاھم باھل الارض عذاباً فاذا نظرت الی عمار بیوتی‘ المتحابین فی‘ والی المستغفرین بالاسحار صرفت عنھم۔‘‘ (کنزالعمال ج:۷‘ص:۵۷۹)

ترجمہ:’’حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں اہل زمین پر عذاب کا ارادہ کرتا ہوں‘ پھر اپنے گھروں (مساجد) کے آباد کرنے والوں‘ میری وجہ سے ایک دوسرے سے محبت رکھنے والوں اور سحری کے وقت استغفار کرنے والوں کو دیکھتا ہوں تو وہ عذاب ان سے پھیر لیتا ہوں۔‘‘

۴:’’عن ابی سعید الخدریؓ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من الف المسجد الفہ اللّٰہ تعالیٰ۔‘‘ (کنزالعمال ج:۷‘ص:۶۴۹)

ترجمہ:’’حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے مسجد سے محبت کی‘ اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتے ہیں۔‘‘

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش راہ کی پیروی کرتے ہوئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی اس فریضہ کی ادائیگی کو اپنا نصب العین بنائے رکھا‘ چنانچہ کنزالعمال میں ہے:

’’عن عثمان بن عطاءؒ قال: لما فتح عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنہ البلدان‘ کتب الی ابی موسیٰ الاشعریؓ وھو علی البصرۃ یامرہ ان یتخذ للجماعۃ مسجداً و یتخذ للقبائل مسجداً فاذا کان یوم الجمعۃ انضموا الی مسجد الجماعۃ فشھدوا الجمعۃ‘ وکتب الی سعد بن ابی وقاصؓ وھو علی الکوفۃ بمثل ذالک‘ وکتب الی عمرو بن العاصؓ وھو علی مصر بمثل ذالک ......الخ۔‘‘ (کنزالعمال ج:۸‘ص:۳۱۳)

ترجمہ:’’حضرت عثمان بن عطاؒ راوی ہیں کہ جب حضرت عمر بن خطابؓ نے کئی شہر فتح کرلئے تو حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ جو بصرہ کے گورنر تھے‘ ان کو فرمان جاری کیا کہ بصرہ شہر میں جامع مسجد بنائی جائے‘ اور قبائل میں بھی مسجدیں بنائی جائیں اور جمعہ کے دن سب جامع

مسجد میں آئیں اور نماز جمعہ میں شریک ہوں' حضرت سعد بن ابی وقاصؓ جو کوفہ کے امیر تھے اور حضرت عمرو بن عاصؓ جو مصر کے امیر و گورنر تھے' ہر ایک کو اسی طرح کا فرمان جاری کیا۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد' مساجد بنانے اور مسجد کے قریب رہنے والے کی اہمیت وفضیلت اپنے فرامین میں کچھ اس طرح ارشاد فرمائی ہے کہ: مساجد زمین میں اللہ کے گھر' مساجد زمین کے بہترین ٹکڑے' مسجد میں آنے والے اللہ کے مہمان' مساجد جنت کے باغات' مساجد آخرت کے بازار' مسجد کے قریب رہنے والے کی ایسی فضیلت جیسے غازی کی قاعد پر' مساجد ہر مومن کا گھر ہیں' مساجد بنانے اور اس کو وسعت دینے والے جنت میں اپنا محل بناتے ہیں' مسجد میں قندیل (بلب' ٹیوب لائٹ وغیرہ) لگانے والے کے لئے اس وقت تک ستر ہزار فرشتے دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ قندیل باقی رہے' اسی طرح مسجد میں چٹائی (فرش وغیرہ) بچھانے والے کے لئے ستر ہزار فرشتے دعا کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ چٹائی استعمال ہوتی رہے۔

ایک حدیث میں ہے:

''عن ابن عباسؓ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اللّٰہ اذا احب عبداً جعلہ قیم مسجد' و اذا ابغض عبداً جعلہ قیم حمام۔'' (کنزالعمال ج:۷'ص:۶۵۳)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت فرماتے ہیں تو اسے مسجد کی دیکھ بھال پر مقرر فرمادیتے ہیں اور جب کسی بندے سے ناراض ہوتے ہیں تو اسے حمام جیسی گھٹیا چیزوں پر لگادیتے ہیں۔''

ایک جگہ ارشاد ہے:

''عن ابن عباسؓ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: تذھب الارضون کلھا یوم القیامۃ الا المساجد فانھا ینضم بعضھا الی بعض۔'' (کنزالعمال ج:۷'ص:۶۵۲)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن تمام زمینیں ختم ہوجائیں گی' سوائے مساجد کے' ان سب مساجد کو ایک دوسرے میں ضم کردیا جائے گا (اور ان کو جنت میں لے جایا جائے گا)۔''

ایک جگہ ارشاد ہے:

''عن انسؓ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کل بناء وبال علی صاحبہ یوم القیامۃ الا المسجد۔'' (کنزالعمال ج:۷'ص:۶۲۸)

ترجمہ: ''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر عمارت قیامت کے دن اس کے مالک پر وبال ہوگی سوائے مسجد کے۔''

مساجد کی ظاہری تعمیر وترقی کے ساتھ ساتھ مساجد کو ذکر' تلاوت' اذان' نماز اور اعتکاف جیسی عبادات سے بھی شاد و آباد رکھا جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا' قیل: یا رسول اللّٰہ! وما ریاض الجنۃ؟ قال المساجد' قیل وما الرتع یا رسول اللّٰہ! قال: سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر۔'' (مشکوٰۃ:۷۰'بحوالہ ترمذی)

ترجمہ: ''جب تم جنت کے باغات سے گزرو تو چرلیا کرو' آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: جنت کے باغات کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (وہ) مساجد ہیں۔ آپ سے پوچھا گیا: چرنا کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللّٰہ' الحمد للّٰہ' لا الٰہ الا اللّٰہ اور اللّٰہ اکبر پڑھنا۔''

(باقی صفحہ ۲۶ پر)

مغربی ممالک میں مسلمانوں کا مذہبی تشخص

مولانا زاہد الراشدی

روزنامہ انصاف لاہور ۲۳ر جون ۲۰۱۶ء کی ایک خبر کے مطابق یورپی ریاست سلواکیہ کے وزیر اعظم رابرٹ فیکو نے ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ سلواکیہ میں اسلام کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے، مسلمانوں کی یورپ میں آمد خطے کے لئے نقصان دہ ہے، اور وہ سلواکیہ میں ایک بھی مسلمان کو برداشت نہیں کر سکتے۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ دیگر مغربی ممالک کی طرح مسلمان پناہ گزینوں کو اپنے ملک میں جگہ دینا ان کی مجبوری نہیں ہے۔

رابرٹ فیکو کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ وہ یکم جولائی سے یورپی یونین کے صدر کا منصب سنبھالنے والے ہیں، اس لئے ایسے موقع پر ان کا مسلمانوں کے بارے میں ان خیالات کا اظہار یورپی یونین کے آئندہ عزائم اور پالیسیوں کی بھی غمازی کرتا ہے جو پورے عالم اسلام کے لئے لمحۂ فکریہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ رابرٹ فیکو اس قسم کے جذبات کا اظہار کرنے والے پہلے یورپی یا مغربی حکمران نہیں ہیں بلکہ ان کے علاوہ بھی کئی مغربی سیاستدان اور حکمران وقتاً فوقتاً ایسے خیالات و جذبات کا اظہار کر چکے ہیں۔ اس کی ایک مثال امریکا میں اگلے صدارتی الیکشن کے لئے ری پبلکن پارٹی کے متوقع امیدوار ڈونلڈ ٹرمپ کے وہ بیانات بھی ہیں جو امریکا میں مسلمانوں کا داخلہ روکنے کے بارے میں وہ مختلف مواقع پر دے چکے ہیں، جبکہ حال ہی میں انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ان کا سب سے بڑا ہدف انتہا پسند اسلام کو روکنا ہے۔

وزیر اعظم پاکستان کے مشیر امور خارجہ جناب سرتاج عزیز نے چند روز قبل یہ بتایا تھا کہ ”نائن الیون کے بعد چند مغربی ممالک نے اسلامی عقائد و نظریات کے خلاف اتحاد قائم کر لیا تھا“۔ ہمارے خیال میں وہی اتحاد اب دھیرے دھیرے آگے بڑھ رہا ہے اور بے نقاب بھی ہوتا جا رہا ہے۔ اور ایسے الفاظ جو کبھی کبھی انتہا پسند مغربی سیاستدانوں کے بیانات کا حصہ بنتے ہیں ان جذبات و احساسات کی ایک ہلکی سی جھلک ہیں جو اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں مغربی دنیا میں پالیسی کے تحت مسلسل پروان چڑھائے جا رہے ہیں۔ وما تخفی صدورھم اکبر۔

اسلام مخالف جذبات کی اس تازہ لہر کا سبب شام سے بے گھر ہونے والے مہاجرین کی وہ کھیپ ہے جو اپنے ملک کی ہولناک خانہ جنگی کے باعث ہجرت پر مجبور ہوئے ہیں اور انہیں مغربی ممالک میں پناہ دینے کے بارے میں یورپی حکومتیں تذبذب کا شکار ہیں۔ بعض حکومتیں موجودہ عالمی قوانین کے تحت انہیں پناہ دینے کے حق میں ہیں اور اس کا اہتمام بھی کر رہی ہیں۔ جبکہ بعض حکمران خود مغرب کے بنائے ہوئے عالمی قوانین کا لحاظ رکھنے کی بجائے مسلمانوں کی آمد کو اپنے مذہب اور کلچر کے لئے خطرہ سمجھتے ہوئے ان کا ہر قیمت پر راستہ روکنا چاہتے ہیں۔

امریکا اور یورپ کی اس وقت صورت حال یہ ہے کہ گزشتہ صدی کے دوران دنیا کے مختلف ممالک سے روزگار کی تلاش کے لئے یا اپنی حکومتوں کے جبر سے تنگ آ کر جو مسلمان ان دو براعظموں میں آباد ہوئے ہیں وہ بعض ممالک کی آبادی کا اہم حصہ بن گئے ہیں اور وہاں کی سیاست میں بھی اس حد تک دخیل ہیں کہ قومی معاملات میں انہیں نظر انداز کرنا وہاں کی حکومتوں کے لئے مشکل ہو گیا ہے۔ لیکن مغربی دانش وروں کے لئے اس سے زیادہ تشویش و اضطراب کی بات یہ ہے کہ یہ مسلمان اپنے عقائد و روایات سے دست بردار ہونے کے لئے تیار نہیں ہوئے اور اپنا جداگانہ تہذیبی و مذہبی تشخص بدستور برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ اور چونکہ اپنے مذہب و ثقافت اور شناخت کا تحفظ خود مغربی ممالک کی سربراہی میں تشکیل پانے والے عالمی قوانین اور مبینہ انسانی حقوق کے تحت ہر فرد اور طبقہ و قوم کا حق ہے اس لئے ان مسلمانوں کو اپنے مذہبی عقائد اور تہذیبی روایات کے ساتھ وابستہ رہنے سے روکا نہیں جا سکا اور نہ ہی اب انہیں اس سے روکنا موجودہ عالمی قوانین کے فریم ورک میں ممکن ہے۔ اس لئے دہشت گردی اور انتہا پسندی کی روک تھام کے نعرے کے ساتھ وہاں کی مسلم سوسائٹیوں کو خوف اور دباؤ کا ہر وقت شکار رکھنا اور اسلامی تشخص کے مزید فروغ کو روکنے کے لئے الٹی سیدھی حرکتیں کرتے رہنا مغربی دانشوروں اور حکومتوں کی ایک طرح سے مجبوری بن کر رہ گیا ہے جس کا مظاہرہ وقتاً فوقتاً مختلف صورتوں

میں ہوتا رہتا ہے۔

مغربی دانشوروں اور حکمرانوں کی ایک مجبوری یہ بھی ہے کہ وہ خود تو مذہب کے معاشرتی کردار سے دست بردار ہو چکے ہیں اور سیاست و معیشت کے ساتھ ساتھ خاندانی نظام سے بھی مذہبی احکام وقوانین کو انہوں نے رخصت کر دیا ہے جس کے تلخ نتائج فیملی سسٹم کے بکھر جانے کی صورت میں ان کے گلے کا ہار بن کر رہ گئے ہیں، جبکہ مسلمانوں کو اس کے لئے تیار نہیں کیا جا سکا۔ مغرب کی مسلم سوسائٹیوں میں مساجد کی تعداد بڑھ رہی ہے جن میں پانچ وقت کی نماز کے اہتمام کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کی تعلیم اور دعوت وتبلیغ کا عمل جاری ہے جو مسلسل بڑھ رہا ہے۔ مسلمانوں نے اپنے خاندانی نظام میں قرآن وسنت کے احکام وقوانین کی پابندی کو وہاں بھی لازم رکھا ہوا ہے، جبکہ حلال وحرام کا فرق بھی وہاں کے مسلمانوں میں عموی طور پر موجود ہے۔ اس لئے یہ کہا جا رہا ہے کہ مسلمان مغربی ممالک میں آ کر اپنے مذہب وثقافت کے فروغ کا ذریعہ بن رہے ہیں اور یہ کوئی خلاف واقعہ بات نہیں بلکہ اسلام کی حقانیت اور اس کے زندہ مذہب ہونے کا واضح اظہار ہے جس نے اسلام مخالف عناصر اور لابیوں کو اضطراب سے دوچار کر رکھا ہے اور اسی کا اظہار ڈونلڈ ٹرمپ اور رابرٹ فیکو کے مذکورہ بیانات کی صورت میں سامنے آ رہا ہے۔

ہمارے خیال میں اس منفی روش میں مزید اضافہ ہوگا اور مسلمانوں کے خلاف مختلف نوعیت کی کاروائیاں مسلسل جاری رہیں گی۔ لیکن کیا مسلمانوں کو اس کے جواب میں جذباتیت اور شدت پسندانہ ردعمل کا اظہار کرنا چاہئے؟ ہمارے نزدیک یہ طریقہ درست نہیں ہوگا بلکہ خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کے مترادف ہوگا۔ امریکا اور یورپ کے مختلف معاشروں میں مسلمانوں کی گزشتہ صدی کے دوران مذہبی اور تہذیبی پیش رفت کو اگر جاری بلکہ باقی رکھنا ہے تو کسی بھی قسم کی جذباتیت اور ردعمل سے مکمل گریز کرتے ہوئے اس پیش رفت کو خاموشی، برداشت اور حوصلہ کے ساتھ جاری رکھنا ہی درست، کامیاب اور نتیجہ خیز حکمت عملی ہوگی۔ ہماری رائے میں اگر ہم اس پیش رفت کو جذباتیت اور سطحیت سے بچاتے ہوئے اب بھی جاری رکھ سکیں تو مسلمانوں کو بہت سے مغربی ممالک میں فیصلہ کن حیثیت حاصل کرنے میں مزید دو عشروں سے زیادہ وقت درکار نہیں ہوگا۔ اور شاید وہیں سے دنیا میں مسلمانوں کی حقیقی نشاۃ ثانیہ کا آغاز بھی ہو جائے، اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو، آمین یارب العالمین۔

☆☆..................☆☆

مسلمانوں کے حقوق

حضرت انس بن مالکؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی نقل فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے حقوق میں سے چار چیزیں تجھ پر لازم ہیں:

۱:... یہ کہ تو ان کے نیکوکار لوگوں سے تعاون کرے۔

۲:... اور دوسرے یہ کہ ان کے گناہگاروں کے لئے استغفار کرے۔

۳:... تیسرے یہ کہ ان میں سے جو توبہ کرے، اس کے ساتھ محبت کرے۔

۴:... چوتھے یہ کہ ان کے بے توفیقوں کے لئے دعا کرتا رہے۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ایک مسلمان کے لئے اپنے مسلمان بھائی پر چھ باتیں لازم ہیں۔ ان میں سے اگر ایک بھی چھوڑ دی تو گویا ایک حق واجب چھوڑ دیا۔

۱:... اول یہ کہ اگر وہ دعوت وغیرہ پر بلائے تو قبول کرے۔ ۲:... بیمار ہو تو اس کی مزاج پرسی کرے۔ ۳:... فوت ہو جائے تو جنازہ پر پہنچے۔ ۴:... کبھی ملاقات ہو تو سلام کہے۔ ۵:... وہ خیر خواہی کا تقاضا کرے تو ہمدردی کرے۔ ۶:... چھینک آنے پر الحمدللہ کہے تو جواب دے۔

ایک حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے بکریاں چرائی ہیں عرض کیا گیا کہ آپ نے بھی یہ کام کیا ہے، ارشاد فرمایا: ہاں! میں نے بھی کیا ہے۔ فقیہ فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بکریاں چرانے کے اس عمل میں حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں چوپایوں کی نگرانی پر لگا کر مخلوق پر ان کی شفقت کا مظاہرہ کرواتے ہیں تب جا کر انہیں نبی بنا کر نسل آدم کی دینی تربیت ان کے سپرد کی جاتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا: اے اللہ! تو نے مجھے اپنا صفی کیسے بنایا ارشاد ہوا اپنی مخلوق پر تیری مہربانی کی وجہ سے کہ تو (حضرت) شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ ایک دن ایک بکری بھاگ نکلی جسے واپس لانے میں تجھے بہت مشقت اٹھانی پڑی۔ جب تو اسے پکڑنے میں کامیاب ہو گیا تو گود میں لے کر کہنے لگا اری مسکین تو نے مجھے بھی تھکایا اور خود بھی تکلیف اٹھائی۔ مخلوق پر تیری اس شفقت اور مہربانی کی بدولت میں نے تجھے صفی (منتخب) کیا اور نبوت سے سرفراز فرمایا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کا پردہ فرماتے ہیں اور جو شخص اپنے بھائی کی کسی پریشانی کو دور کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کی پریشانی دور فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں ہوتے ہیں، جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین، ص:۲۹۸)

مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی

خانہ ساز نبوت کے راہی

خالد محمود (سابق یونین کنڈن)

تاقیامت کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ''دین اسلام'' تمام انسانیت کے لئے ''نور'' ہے، ''ہدایت کاملہ'' ہے، قرآن کریم ''ضابطۂ حیات'' ہے، اس ضابطۂ حیات کی ''مکمل و کامل'' تشریح و تفسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ہے، جس کے بعد انسانی زندگی کے لئے کسی نئے نبی و رسول اور شریعت کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔

کیونکہ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کے قطعی اعلانات کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ''خاتم النبیین'' ہیں، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کی شریعت و رسالت کے تمام در و دروازے قیامت تک کے لئے بند ہیں، کیونکہ اب قیامت کا دن بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام کے ساتھ ہی انسانوں کے لئے ظہور پذیر ہوگا۔

یہ جانتے ہوئے بھی کہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم ''خاتم النبیین'' ہیں، مرزا قادیانی نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا اور اپنے پیچھے اپنے ماننے والوں کے لئے گمراہی کا رستہ چھوڑ گیا، جو میزان کے دن خود مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والوں کے لئے خسارے کا دن ہوگا، اس امر میں مزید افسوسناک بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے ماننے والوں میں کئی نام ایسے بھی ہیں جو مرزا قادیانی کی زندگی میں اور اس کی عبرتناک موت کے بعد مرزا قادیانی کی ڈگر پر چلتے ہوئے اپنے لئے ''جھوٹی نبوت'' کے دعویدار ہوئے، یہ مرزا قادیانی کی خانہ ساز جھوٹی نبوت کے نتائج تھے کہ اس کے ماننے والوں نے بھی نبوت کے جھوٹے دعویٰ کئے۔

محترمی جناب محمد متین خالد صاحب کی تصنیف ''قادیانیت، اسلام کے نام پر دھوکا'' کے آخر میں ایسے ہی خانہ ساز مدعیان نبوت کا پردہ چاک کیا گیا ہے، مناسب معلوم ہوا کہ اس مذکورہ بالا کتاب سے ان مدعیان نبوت کا حال قارئین کے لئے پیش کروں، یہاں ان مدعیان نبوت کا اجمالی خاکہ پیش کر رہا ہوں، تفصیل کے لئے محمد متین خالد صاحب کی مذکورہ بالا کتاب اور حضرت مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری کی کتاب ''ائمہ تلبیس'' کا مطالعہ قارئین کے لئے مفید ہوگا۔

مرزا قادیانی کے ماننے والوں میں پہلے مدعی نبوت کا حال ملاحظہ کیجئے:

چراغ دین جموی قادیانی:

مرزا قادیانی کے خاص مرید چراغ دین جموی نے مرزا قادیانی کی زندگی ہی میں نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا، چنانچہ مرزا قادیانی نے اس کو ناقابل معافی سمجھ کر اپنی جماعت سے خارج کر دیا اور اس کے رد میں ایک کتاب ''دافع البلاء'' ۲۳؍اپریل ۱۹۰۲ء کو شائع کی۔ مرزا قادیانی نے لکھا:

''ایک شخص ساکن جموں چراغ دین نام کی نسبت اپنی تمام جماعت کو ایک عام اطلاع: چونکہ اس شخص نے ہمارے سلسلہ کی تائید کا دعویٰ کرکے اور اس بات کا اظہار کرکے کہ میں فرقہ احمدیہ میں سے ہوں جو بیعت کر چکا ہوں، طاعون کے بارے میں شاید ایک یا دو اشتہار شائع کئے ہیں اور میں نے سرسری طور پر کچھ حصہ ان کا سنا تھا اور قابل اعتراض حصہ ابھی سنا نہیں گیا تھا، اس لئے میں نے اجازت دی تھی کہ اس کے چھپنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ مگر افسوس کہ بعض خطرناک لفظ اور بیہودہ دعوے جو اس کے حاشیے میں تھے، ان کو میں کثرت لوگوں اور دوسرے خیالات کی وجہ سے سن نہ سکا اور محض نیک ظنی سے ان کے چھپنے کے لئے اجازت دی گئی۔ اب جو رات اسی شخص چراغ دین کا ایک اور مضمون پڑھا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ مضمون بڑا خطرناک اور زہریلا اور اسلام کے لئے مضر ہے اور سر سے پیر تک لغو اور باطل باتوں سے بھرا ہوا ہے، چنانچہ اس میں لکھا ہے کہ میں رسول ہوں اور رسول بھی اولوالعزم اور اپنا کام یہ لکھا ہے تا کہ عیسائیوں اور مسلمانوں میں صلح کرا دے اور قرآن اور انجیل کا تفرقہ باہمی دور کر دے اور ابن مریم کا ایک حواری بن کر یہ خدمت کرے اور رسول کہلاوے اور ہر ایک شخص جانتا ہے کہ قرآن شریف نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ انجیل یا توراۃ سے صلح کرے گا بلکہ ان کتابوں کو محرف، مبدل اور ناقص اور ناتمام قرار دیا ہے اور تاج خاص ''اکملت لکم دینکم'' کا اپنے لئے رکھا ہے۔ پس یہ کیسی ناپاک رسالت ہے جس کا چراغ دین نے دعویٰ کیا ہے، جائے غیرت ہے کہ ایک شخص میرا مرید کہلا کر یہ ناپاک کلمات منہ پر لائے کہ میں مسیح ابن مریم کی طرف سے رسول ہوں تا ان دونوں مذہبوں کا مصالحہ کروں'' لعنۃ اللّٰہ علی الکافرین ''پھر باوجود ناتمام عقل اور ناتمام فہم اور ناتمام پاکیزگی

کے یہ بھی کہنا کہ میں رسول اللہ ہوں، یہ کس قدر خدا کے پاک سلسلہ کی ہتک عزت ہے، گویا رسالت اور نبوت بازیچۂ اطفال ہے۔ نادانی سے یہ نہیں سمجھتا کہ گو پہلے زمانوں میں بعض رسولوں کی تائید میں اور رسول بھی ان کے زمانہ میں ہوئے تھے جیسا کہ حضرت موسیٰ کے ساتھ ہارون علیہما السلام۔ لیکن خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء اس طریق سے مستثنیٰ ہے اور جیسا کہ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسرا کوئی مامور اور رسول نہیں تھا اور تمام صحابہ کرام ایک ہی ہادی کے پیرو تھے۔ اسی طرح اس جگہ بھی ایک ہی ہادی کے سب پیرو ہیں، کسی کو دعویٰ نہیں پہنچتا کہ وہ نعوذ باللہ رسول کہلائے۔" (داغ البلاء، ص:۳۳، مندرجہ روحانی خزائن، ج:۱۸، ص:۲۳۹ تا۲۴۲ از مرزا قادیانی)

محترم محمد متین خالد صاحب، مرزا قادیانی کی اس مذکورہ بالا تحریر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جس طرح مرزا قادیانی نے چراغ دین جموی کے مضمون کو زہریلا، خطرناک، اسلام کے لئے مضر، سر سے پیر تک لغو اور باطل باتوں سے بھرا ہوا کہا ہے، ہمارے نزدیک مرزا قادیانی کی کتابیں اور مضامین بھی اسی تعریف میں شامل ہیں، جس نظریہ سے وہ اس بات پر معترض ہے کہ چراغ دین نے کیونکر اس کی بیعت کر کے اور اس کی جماعت میں داخل ہو کر ان کے مقابلہ میں نبوت کا ادعا کر دیا، اسی نظریہ کے مطابق مرزا قادیانی ہی کو کب یہ حق حاصل تھا کہ وہ خود کو مسلمان کہہ کر اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھ کر ان کا امتی ہونے کے باوصف آپ ہی کے مقابلہ میں نبوت کا ڈھکوسلا کھڑا کر دے؟ خود اس نے بھی اپنے مضامین اور اپنے دعویٰ رسالت پر کیوں نہیں غور کیا؟ جب چراغ دین جموی کو یہ حق نہیں پہنچا کہ وہ مرزا قادیانی کا مدِ مقابل بن کر آ جائے تو مرزا قادیانی کو کب یہ استحقاق ہے کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدِ مقابل آئے؟ (نعوذ باللہ) جس طرح مرزا قادیانی کے خیال کے مطابق چراغ دین کے دعویٰ نبوت سے اس کی ساری امت کی توہین ہوئی ہے، اسی طرح خود اس کے دعویٰ نبوت سے بھی پوری امت مسلمہ کی توہین ہوئی ہے، اگر یہ جرأت چراغ دین کے لئے جائے غیرت تھی تو مرزا قادیانی کے لئے بھی جائے غیرت ہے۔ اسے بھی بقول خود یہ ناپاک کلمے منہ پر نہیں لانے چاہئیں تھے۔ اگر چراغ دین نفس امارہ کی غلطی سے خود ستائی میں مبتلا ہو سکتا ہے تو مرزا قادیانی اس سے بڑھ کر نفس امارہ کی غلطی سے خود ستائی میں گرفتار ہوا۔"

(قادیانیت، اسلام کے نام پر دھوکا، ص:۶۷۳)

ظہیر الدین اروپی:

جھوٹا مدعی نبوت ظہیر الدین اُروپ ضلع گوجرانوالہ کا رہائشی اور لاہوری جماعت کے آرگن اخبار "پیغام صلح لاہور" کا مدیر بھی رہ چکا تھا۔ اس کے نزدیک مرزا قادیانی ایک صاحب شریعت نبی تھا، وہ مسجد قادیان کو بیت اللہ شریف کہتا تھا، لہٰذا اسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا تھا، اس کا کلمہ "لا الٰہ الا اللہ احمد جری اللہ" تھا، جس کی وہ تقریری اور تحریری تبلیغ کرتا تھا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ اس پر وحی اترتی ہے، وہ بذریعہ الہام یوسف (علیہ السلام) بنا اور بعض قادیانی سر برآوردہ افراد کی ہلاکت کی پیشگوئی بھی کی۔

یار محمد وکیل ہوشیار پوری:

قاضی یار محمد وکیل ہوشیار پوری مرزا قادیانی کے خاص مریدوں میں سے تھا، اس نے نبوت کا دعویٰ کرنے کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کی کئی آیات بھی اپنے اوپر چسپاں کیں۔ اس کے متعلق قادیانی خلیفہ مرزا محمود لکھتا ہے:

"ایک میرے استاد تھے جو اسکول میں پڑھایا کرتے تھے، بعد میں وہ نبوت کے مدعی بن گئے، ان کا نام مولوی یار محمد صاحب تھا، انہیں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) سے ایسی محبت تھی کہ اس کے نتیجہ میں ہی ان پر جنون کا رنگ غالب آ گیا، ممکن ہے پہلے بھی ان کے دماغ میں کوئی نقص ہو مگر ہم نے یہی دیکھا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی محبت میں بڑھتے بڑھتے انہیں جنون ہو گیا اور وہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی ہر پیشگوئی کو اپنی طرف منسوب کرنے لگے۔" (مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان، ج:۲۲، نمبر۷۹، ص:۷، مورخہ کم جنوری ۱۹۳۵ء)

یار محمد کہتا تھا کہ اسے وحی ہوئی ہے کہ محمدی بیگم جس کے ساتھ "مرزا قادیانی" کا آسمان پر نکاح ہوا تھا، وہ درحقیقت میں ہوں، وہ اپنے آپ کو قدرت ثانیہ کا مصداق کہتا تھا کیونکہ مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ قدرت ثانیہ میرے جانے کے بعد آئے گی اور قدرت ثانیہ کا وہ مظہر ہوگا، جو میری خو بو پر ہوگا، سو یہ علامت میری ذات میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔ یار محمد نے بہت کوشش کی کہ مرزا محمود قادیانی مسند خلافت خالی کر دے، مگر وہ کسی طرح راضی نہ ہوا، اس پر یار محمد نے مرزا محمود کے خلاف چالیس کے قریب رسالے شائع کئے، اس نے اپنی ایک کتاب "اسلامی قربانی" میں مرزا قادیانی کے بارے میں لکھا:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح ہوئی کہ گویا آپ عورت

ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا، سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔" (اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر ۳۴، از قاضی یار محمد قادیانی مرید مرزا قادیانی)

عبداللہ تیماپوری:

جھوٹا مدعی نبوت عبداللہ تیماپوری مرزا قادیانی کا سرگرم مرید تھا۔ وہ تیمار پور واقع حیدرآباد دکن کا رہنے والا تھا، عربی سے بالکل ناآشنا تھا، مرزا قادیانی کی کتابیں پڑھ کر اس کے دماغ میں فتور آ گیا اور اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ اسے وحی والہام کا بھی دعویٰ تھا، پہلے روح القدس کے نزول کا مدعی بنا، پھر مظہر قدرت ثانیہ کا دعویٰ کیا۔ اس نے "انجیل قدسی" نامی ایک کتاب بھی لکھی جس میں مرزا قادیانی کے ان خطوط کو جو محمدی بیگم سے عقد کرنے کے سلسلہ مساعی میں لکھے تھے، ناپسندیدہ خیال کیا۔ اس نے اعلان کیا کہ میں بروز محمد ہوں، اس لئے شریعت محمدی میں نسخ و تبدل کا اختیار ہے۔

اس نے مزید کہا:

"اللہ پاک نے اس عاجز پر اپنے صحیفہ آسمانی کا نزول فرما کر سلسلہ آسمانی کی طرف مخلوق کو دعوت دینے کی تاکید کی ہے۔ بائیس سال کا عرصہ گزرتا ہے، خاکسار خدا سے وحی پاکر اس کام کو انجام دے رہا ہے۔" (ام العرفان، ص:۹، مصنفہ عبداللہ تیماپوری قادیانی)

ایک دفعہ چند لوگ ملاقات کے لئے جب اس کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ نبی تو گھر کی چار دیواری میں نہیں بیٹھتے بلکہ باہر گاؤں میں تبلیغ کیا کرتے ہیں تو فوراً اس کی الہامی مشین میں حرکت ہوئی اور آدھا تیتر آدھا بٹیر پر مشتمل ایک الہام اس خوبی وعمدگی سے بنایا جو ضیافت طبع کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ عبداللہ تیماپوری نے کہا کہ مجھے ابھی ابھی الہام ہوا ہے: یا ایہا النبی تیمار پور میں رھیو: یعنی اے نبی! تمہیں بس یہی حکم ہے کہ تیماپور میں ہی موجود رہو۔

وہ کہتا تھا جو آدمی میرا مرید ہو جائے گا، اس میں دس مردوں کی قوت رجولیت آ جائے گی۔ مزید کہتا تھا: "میں مرزا قادیانی کا اصلی جانشین ہوں، مزید کہا کہ چونکہ مرزا قادیانی نے اسے نہیں پہچانا تھا، اس لئے مرزا کی عمر ۱۵ سال کم ہوگئی۔" (مسل مصفی، جلد دوم، ص:۲۱۶، از مرزا خدا بخش قادیانی)

احمد نور کابلی:

احمد نور کابلی مرزا قادیانی کے خاص مریدوں میں شامل تھا، اس نے قادیان میں ہی نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس کی ناک پر زہریلا پھوڑا نکلا جس کا اثر دماغ تک پہنچنے لگا، اس پر اس کی ناک کاٹی گئی، یہ قادیان میں سرمہ بیچتا تھا، پھر پنساری کی دکان کھول لی، بنفشہ و گاؤزبان بیچتے بیچتے نبی بن گیا، وہ انسانی لباس میں بھیڑیا یا انسانی ڈھانچے میں ایک کریہہ الصورت ایسا شیطان تھا جس سے انسانیت پناہ مانگتی تھی، ایسی شکل و شباہت شاید مرزائی نبیوں کے لئے لازمی ہوگی، وہ ربڑ کی ناک استعمال کرتا تھا، منہ پر برص کے داغ تھے، وہ ناک میں بولتا تھا، لوگ پوچھتے کہ تم کون ہو؟ تو کہتا میں نبی اللہ ہوں، آسمان پر گیا تھا، اللہ تعالیٰ سے مل آیا ہوں، تم مانو نہ مانو، میں نبی ہوں، مجھے وحی آتی ہے۔ اس نے اپنی کتاب میں لکھا:

"لا الٰہ الا اللہ احمد نور رسول اللہ" اے لوگو! میں اللہ کا رسول ہوں، اب آسمان کے نیچے اللہ کا دین، میری تابعداری ہے اور اللہ کا مخاطب رسول زندہ موجود ہے جو میں ہوں۔ میرا مان لینا اللہ کا دین ہے اور نہ ماننا اللہ کے دین سے اخراج ہے اور دنیا پر میرا وقت رسالت کا ہے اور اللہ کے دین کی رسی صرف میرے اور رحمن کے ہاتھ میں ہے۔ میری وحی اللہ کی طرف سے ہے جیسا کہ تمام انبیاء کی وحی اللہ سے ہے، میں اللہ کی طرف سے رحمۃ للعالمین ہوں، میرا نام محمد رسول اللہ ہے، میں تمام انبیاء کا مظہر ہوں اور قرآن کو ستاروں سے لایا ہوں۔"

(کلمۃ الفصل، ص:۱/۱، مصنفہ احمد نور کابلی قادیانی)

ڈاکٹر صدیق بہاری چن بسویشور:

ڈاکٹر صدیق بہاری گدک واقع صوبہ بہار کا رہنے والا تھا، قادیان میں کچھ عرصہ مقیم رہنے کے بعد نبوت کے دعویٰ کا شوق دل میں سمایا۔ یہ شخص نہایت چالاک، مفتری اور خطرناک ثابت ہوا، اس کا اصلی نام صدیق تھا، اس نے اپنا تخلص دیندار رکھا اور اس کے پیروکار دیندار کہلاتے تھے، اہل ہنود کو اپنے کسی موعود چن بسویشور کا انتظار تھا، یہ مدعی تھا کہ چن بسویشور میں ہی ہوں۔ اس نے اپنی کتاب "خادم خاتم النبیین" میں لکھا:

"مرزا قادیان نے ۱۸ اپریل ۱۸۸۴ء میں یہ اعلان کیا کہ ایک مامور مستقبل قریب میں پیدا ہونے والا ہے۔ یعنی آج سے ایک مدت حمل میں دنیا میں آئے گا، وہ روح حق سے بولے گا، اس کا نزول گویا خدا کا آنا ہے، وہ عظیم الشان انسان میں ہوں۔"

(خادم خاتم النبیین، ص:۱۷)

اس نے اپنی کتاب (ظہور، بشو، یسور) میں لکھا کہ: "مسیح قادیانی، وشنو اوتار تھا، خلیفہ محمود ابن غلام احمد دیر بسنت ہے اور میں چن، بشو، یسور، ہوں، میرے ظہور کے سات سال کے اندر مرزا محمود مر جائے گا۔"

"دنیا میں صرف مجھے صدیق کا درجہ ملا ہے جو مہدی اور مسیح سے بھی فائق ہے۔ ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کو مرزا صاحب نے جس پسر موعود کی پیشگوئی کی تھی،

وہ میں ہی موعود ہوں اور اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ اہل قادیاں کی اصلاح کروں۔ قادیان سے آواز اٹھ رہی ہے کہ حضرت خاتم النبیین کے بعد بھی نبوت جاری ہے، بیس کروڑ مسلمانوں کو مرزا قادیانی کی نبوت کا انکار کرنے کی وجہ سے خارج از اسلام تصور کیا جائے۔ محمودیوں اور پیغامیوں میں جھگڑا تھا، اس لئے میں حکم بن کر آیا ہوں، میرے معجزات ۵۴ ہیں، میری بعثت کے بغیر قادیاں کی اصلاح ناممکن تھی۔"

مزید اپنے بارے میں کہتا ہے:

☆..... "میں خود قرآن ہوں۔"

(غلام خاتم النبیین، ص:۴۶)

☆..... تما پوری کذاب کی طرح چنن بسویشور بھی اپنی کتاب میں فخریہ ذکر کرتا ہے کہ: "ایک عورت میری روحانیت کے اثر سے مجھ پر اس قدر فریفتہ ہوگئی کہ وہ جس طرف دیکھتی تھی، اسے چنن بسویشور ہی نظر آتا تھا، مرغ کی اذان، بچہ کے رونے غرض ہر آواز سے چنن بسویشور کے الفاظ ہی سنتی تھی۔"

(غلام خاتم النبیین، ص:۴۷)

محمد عبداللہ:

یہ شخص چیچہ وطنی ضلع منٹگمری (ساہیوال) میں پٹواری تھا، ایک عرصہ تک قادیانی مذہب میں رہا، پھر خود نبوت کا دعویٰ کر دیا، وہ مرزا قادیانی کا ہمسر تھا، وہ اپنے آپ کو احمد "محمد" عبداللہ حارث حراث مہدی آخر الزماں رجل یسعیٰ کہلاتا تھا۔ اس نے ایک کتاب "ہدایت العالمین" تالیف کی جس کے تین حصے شائع ہوئے۔ اس کے دعاوی و الہامات نہایت عجیب و غریب تھے، وہ اپنے آپ کو کئی انبیاء سے افضل سمجھتا اور قرآن فہمی میں اپنا کمال بیان کرتا۔

قرآن مجید میں ہے کہ: "وجاء من اقصی المدینۃ رجل یسعٰی" (یٰسین:۲۰) ایک آدمی شہر کے کنارے سے دوڑتا ہوا آیا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ وہ رجل یسعیٰ میں ہوں، وہ بڑھاپے میں کینسر کے موذی مرض میں مبتلا ہو کر بڑی عبرتناک موت کا شکار ہوا۔

نبی بخش مرزائی:

یہ شخص موضع معراج کے تحصیل پسرور، ضلع سیالکوٹ کا ایک پرانا مرزائی تھا، اس نے ۱۹۱۱ء میں ایک اعلان شائع کیا، جس میں لکھا: اے ہر مذہب و ملت کے دوستو! آپ پر واضح ہو کہ اس عاجز پر ستائیس سال سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام کا سلسلہ جاری ہے۔ اس عرصہ میں اس عاجز کی بے شمار پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں، مجھے ایک روشن نور اپنی طرف کھینچ کھینچ کر مقام محمود کی طرف لے جارہا ہے۔ مجھے سلطان العارفین کا درجہ دیا گیا ہے، مجھے چار سال سے تبلیغ کا حکم ہو رہا ہے۔ میں نے عرض کیا: یاالٰہی! میں امی ہوں، حکم ہوا جس طرح "محمد رسول اللہ" تبلیغ کرتے تھے تو بھی تبلیغ کر، اس کے بعد یہ عاجز ان الفاظ سے مخاطب کیا گیا: "یا ایھا الصدیق یوسف انی معک" اسی طرح بار بار حکم ہوتا رہا۔ یہ عاجز فکر مند تھا اور سوچ رہا تھا کہ میں اس قابل نہیں ہوں، لیکن مجھے سمجھایا گیا کہ نبوت کا سلسلہ بدستور جاری ہے، تم دنیا کے طعنوں سے نہ ڈرو، نبوت کا تاج تمہارے سر پر رکھ دیا گیا ہے، دعوائے نبوت کے واسطے تیار ہو جا، مدعی نبوت کا فرض ہے کہ میدان میں نکل پڑے، میں تیری مدد کے لئے فرشتوں کی فوج تیار رکھوں گا، ہر وقت تجھے مدد دیتا رہوں گا، موسیٰ مرسل کی طرح میدان میں ہوشیار رہنا، بڑے بڑے فرعون تیرے سامنے آئیں گے مگر سب منہ کی کھائیں گے، تیرے خاندان کے لوگ اس دعوے کو تسلیم نہیں کریں گے مگر کسی کی پرواہ نہ کرنا، آنے والی نسلیں افسوس کریں گی کہ لوگ تجھ پر ایمان نہ لائے، حالات سن سن کر رویا کریں گے۔ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے، تُو ابراہیمی نسل ہے، تُو خاندان نبوت سے ہے۔

اپنے اعلان میں مزید لکھتا ہے: "میں رسول اللہ بھیجا گیا طرف تمہارے، رب تمہارے سے، بندے بنو! اسلام کے پیروں، مرشدوں، مولویوں کی خود ساختہ شریعت کے پیچھے نہ جاؤ، وہ سب احکام بلا دلیل ہیں، جن کا ثبوت نہ کتاب سے دیتے ہیں، یعنی کلمہ، درود، سنت، نفل، نعت، غزل مولود، نماز تراویح، نماز عیدین، نماز جنازہ اور عرس مُردہ اولیاء پر کھانا کھلانا وغیرہ۔ لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کہنا شرک ہے۔" کتاب ہدایۃ للعالمین میں لکھتا ہے کہ: "الرسول یدعوکم" اور "اطیعو الرسول" میں میری طرف اشارہ ہے۔

(جاری ہے)

سرائے نورنگ میں "ختم نبوت چوک" کا قیام

سرائے نورنگ (مولانا محمد ابراہیم ادہمی) چند ماہ پہلے ناظم اعلیٰ صاحب کا حکم ماہنامہ لولاک میں پڑھا تو ہمارے ضلع کی مروت سرائے نورنگ میں ساتھیوں نے فوراً حکم براری کے لئے شہر سرائے نورنگ میں اہم چوک کا انتخاب کیا اور پھر اس کا نام "ختم نبوت چوک" رکھنے کے لئے درخواست تیار کر کے تحصیل کونسل سرائے نورنگ میں پیش کی کہ مذکورہ چوک کا نام سرکاری طور پر "ختم نبوت چوک" رکھ دیا جائے۔ اللہ بھلا کرے تحصیل کونسل کے تمام اراکین نے متفقہ طور پر قرارداد منظور کی، جس کا باقاعدہ نوٹیفکیشن ۱۳ر جون ۲۰۱۶ء کیا گیا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا کرم اور آپ اکابر کی دعاؤں سے ممکن ہوا۔

تبدیلی نمبر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور مرکز کا ٹیلی فون نمبر تبدیل ہوگیا ہے،
جماعتی احباب نیا نمبر نوٹ فرمالیں: 042-35441166

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے
تبلیغی اسفار

فرید ٹاؤن ساہیوال میں خطبۂ جمعہ: ایک دور تھا کہ ساہیوال میں اہل حق کا طوطی بولتا تھا۔ حضرت مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدیؒ، شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ، مولانا قاری لطف اللہ شہید، مولانا عبدالمجید انورؒ، مولانا علامہ غلام رسولؒ اور ان سب کے استاذ محسن و مربی مولانا مفتی فقیر اللہؒ۔ غرض یہ کہ اللہ پاک نے انہیں بہت ہی خوبیوں سے نوازا۔ وہ کیا گئے کہ چمن ہی اجڑ گیا۔

جامعہ رشیدیہ میں مذکورہ بالا شخصیات کے علاوہ پیر جی عبدالعلیمؒ، حضرت مولانا ولی محمد ہڑپہ، مولانا مطیع اللہ، مولانا قاری عبدالہادی، مولانا عبدالرشید اور دیگر بہت سی شخصیات نے جامعہ رشیدیہ سے گویا جنم لیا۔ جامعہ رشیدیہ کے بعد جامعہ علوم شرعیہ معرض وجود میں آیا۔ جامعہ کے قائم کرنے والے حضرات جامعہ رشیدیہ ہی سے تربیت یافتہ تھا۔

ساہیوال میں اس وقت ایک اہم علمی شخصیت مولانا مفتی ذکاء اللہ مدظلہ ہیں جنہوں نے فیصل آباد روڈ پر مدرسہ قائم کیا ہے۔ مولانا مفتی ذکاء اللہ مدظلہ غالباً ۱۹۹۷ء سے جامع مسجد ابوبکر صدیق فرید ٹاؤن میں خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ علمی شخصیت کے مالک ہیں۔ مجلس سے والہانہ محبت و عقیدت رکھتے ہیں۔ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے ۲۰ رمئی کو جمعہ کا انتظام کیا۔ جمعہ سے قبل مجلس ساہیوال کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری عبدالجبار زید لطفہ اور آپ کے فرزند گرامی قاری محمد عمران سے ملاقات ہوئی۔

دارالعلوم دینیہ چوکی: جمعہ سے فارغ ہوکر دارالعلوم دینیہ ریلوے روڈ چوکی میں مولانا قاری نور محمد شاکر حفظہ اللہ سے ملاقات کی۔ دارالعلوم دینیہ کی بنیاد مولانا ہارون الرشید رشیدیؒ نے رکھی۔ مولانا مرحوم تازیست اس ادارہ کے مہتمم رہے۔ ۲۰۱۴ء آپ کی وفات ہوئی۔ اس وقت آپ کے بھائی قاری نور محمد شاکر مدرسہ کا نظم سنبھالے ہوئے ہیں۔ تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد عازم لاہور ہوئے۔

دارالعلوم جامعہ اسلامیہ: تاج پورہ اسکیم غازی آباد میں مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا عبدالنعیم رحمانی کی معیت میں دارالعلوم کے جلسہ تقسیم اسناد میں شرکت کی۔ مدرسہ سے حفظ مکمل کرنے والوں کی دستار بندی کے عمل میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ مولانا عبدالحکیم اور راقم کے بیانات ہوئے۔

ختم نبوت کورس چناب نگر: ختم نبوت کورس ۶ تا ۲۶ رشعبان المعظم ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۴ رمئی تا ۳ رجون ۲۰۱۶ء منعقد ہوا۔ امسال کورس میں مثالی حاضری تھی، تقریباً ساڑھے آٹھ سو حضرات نے داخلہ لیا۔ اساتذہ کرام میں مستقل پڑھانے والے مولانا اللہ وسایا مدظلہ، مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا رضوان العزیز تھے، جنہوں نے پورے کورس میں شرکاء کورس کی تعلیمی وتدریسی جذبات انجام دیں۔

• پہلے ہفتہ ۶ سے ۱۳ رشعبان تک مولانا راشد مدنی رحیم یار خان نے قادیانی شبہات کے جوابات جلد دوم، مولانا قاری غلام مرتضیٰ ڈسکہ نے عیسائیت پر لیکچر دیئے۔

دوسرے ہفتہ ۱۴ تا ۲۰ رشعبان المعظم تک راقم نے ''قادیانی شبہات کے جوابات'' جلد اول (ختم نبوت) پر لیکچر دیئے۔

تیسرے ہفتہ مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا قاضی احسان احمد و دیگر حضرات نے قادیانی شبہات کے جوابات جلد سوم پڑھائی۔

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے ''تحریک ختم نبوت ماضی وحال کے آئینہ میں'' کے عنوان پر پورے دورانیہ میں لیکچر دیئے۔ مولانا نے تحریک ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء پر روشنی ڈالی اور فرمایا کہ جب تک روئے زمین پر ایک بھی قادیانی موجود ہے، ہماری پرامن تحریک جاری رہے گی۔

کورس میں مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی، مولانا مفتی محمد حسن، مولانا عبدالرؤف فاروقی، مولانا زاہد الراشدی، محمد متین خالد اور دیگر حضرات نے لیکچر دیئے۔ تفصیلات ان شاء اللہ العزیز مستقل مضمون میں آئیں گی۔

جمعۃ المبارک کا خطبہ: ۲۷ رمئی جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے جامع مسجد قدیم حافظ آباد میں دیا۔ اس عظیم جامع مسجد کے بانی مجاہد تحریک ختم نبوت، مولانا محمد الطافؒ تھے۔ جنہوں نے حافظ آباد ضلع میں بھرپور کردار ادا کیا۔ جامعہ اشرفیہ تقسیم سے پہلے پانی پت میں قائم ہوا۔ قیام پاکستان کے بعد بابا حافظ بشیر احمد نے حافظ آباد میں اس کی بنیاد رکھی۔ قاری صفت اللہؒ اس کے پہلے مہتمم قرار پائے اور ناظم حافظ خلیق اکبر عثمانی تھے۔ قاری صفت اللہ کے بعد مولانا محمد الطافؒ ۱۹۶۱ء سے ۲۰۱۱ء تک مہتمم رہے۔ آپ کی وفات ۲۲ر اکتوبر ۲۰۱۱ء میں ہوئی۔ مولانا کے بعد آپ کے فرزند ارجمند علامہ سعید احمد جامعہ اشرفیہ کے مہتمم اور جامع مسجد قدیم کے خطیب چلے آرہے ہیں، کئی سالوں

سے کورس کے موقع پر ایک جمعہ راقم حافظ آباد میں جامع مسجد قدیم میں حاضر ہوتا ہے۔ حافظ آباد میں ختم نبوت کے مبلغ اور خادم حافظ عبدالوہاب جالندھری مدظلہ بڑے جرأت مند اور بہادر انسان ہیں، کوئی ستر سال کے پیٹے میں ہوں گے۔ اس عمر میں بھی آپ ہر وقت قادیانیت کے تعاقب میں کمربستہ رہتے ہیں۔ حضرت مولانا محمد الطاف ؒ کے دست وبازو رہے ہیں۔ مسلکاً اہلحدیث ہیں، آپ کی وجہ سے آپ کے ہم مسلک بھائی بھی ختم نبوت کی خدمت میں مصروف نظر آتے ہیں۔ جمعہ سے فارغ ہوکر لاہور کے لئے عازم سفر ہوئے۔

روزنامہ جنگ کے سینئر ایڈیٹرز سے ملاقات: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے جواں سال مبلغ مولانا عبدالنعیم سلمہ جدید حالات کے تقاضوں سے واقف ہیں، موصوف کی وجہ سے مجلس کا موقف پرنٹ اور سوشل میڈیا پر متحرک نظر آتا ہے۔ عزیزی مولانا عبدالنعیم کی وساطت سے روزنامہ جنگ کے سینئر ایڈیٹر جناب بیدار بخت بٹ اور اسلم ملک سے ملاقات ہوئی اور انہیں قادیانیوں کی سرگرمیوں اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ان کے مقابلہ میں خدمات سے آگاہ کیا اور یہ ملاقات تقریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔

جامعہ مدنیہ جدید میں خطاب: جامعہ مدنیہ جدید رائے ونڈ میں مجلس لاہور کے امیر مجذوب صفت عالم دین مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ صرف و نحو کا دورہ پڑھاتے ہیں، جس میں سینکڑوں علماء اور طلبا آپ سے عربی گرامر پر ٹریننگ لیتے ہیں، مقامی مجلس کے فیصلہ کے مطابق جامعہ مدنیہ جدید میں ۲۸/مئی ۱۲ سے ایک بجے تک تحریک ختم نبوت میں علماء دیوبند کا کردار اور مشائخ عظام کی سرپرستی کے عنوان پر خطاب ہوا۔ حضرت مفتی صاحب مدظلہ مہربانی فرماتے ہوئے راقم کے لیکچر کے دوران تشریف فرما رہے۔ بیان کے بعد مہتمم جامعہ حضرت مولانا سید محمود میاں مدظلہ سے ملاقات کی۔ نیز جامعہ کے استاذ مولانا محمد حسین اور دیگر رفقاء سے کافی دیر مجلس رہی۔

میاں غفار احمد کی دفتر تشریف آوری: میاں غفار احمد ملک کے معروف صحافی ہیں، روزنامہ خبریں میں لاہور اور ملتان میں رہے۔ نیز روزنامہ اوصاف ملتان سے شروع کیا۔ دنیا نیوز ٹی وی چینل سے وابستہ رہے۔ یوسف کذاب کیس میں موصوف نے بھرپور تعاون کیا۔ ایف آئی آر کے اندراج سے لے کر کیس کے فیصلہ تک بھرپور سرپرستی کی اور روزنامہ خبریں میں ہر روز کی سرگرمیوں کو کوریج دیتے رہے۔ ملاقات کے لئے دفتر تشریف لائے اور مختلف موضوعات پر کافی دیر مجلس رہی۔

جناب محمد اسلوب قریشی سے ملاقات: محمد اسلوب قریشی جمعیت طلبا اسلام پاکستان کے پہلے صدر تھے جو ایک متحرک اور فعال کردار کا نام ہے۔ جمعیت طلبائے اسلام ۱۹۷۶ء تک متحرک رہی جس کا مخفف نام جے ٹی آئی نے تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں بھرپور کردار ادا کیا۔ جمعیت کی جواں سال لیڈر شپ نے جناب اسلوب قریشی کی قیادت میں شب و روز کئی جلسوں سے خطاب کیا۔ اس وقت اسلوب احمد قریشی کے علاوہ سید مطلوب علی زیدی، رانا شمشاد علی خان خیرپور ٹامیوالی، حافظ محمد طاہر چیچہ وطنی، مولانا ضیاء الرحمن فاروقی سمندری، عبدالمتین چوہدری ساہیوال، میاں محمد عارف ؒ گوجرانوالہ، حاجی جاوید پراچہ کوہاٹ کے علاوہ جمعیت علماء اسلام کی موجودہ قیادت مولانا فضل الرحمن مدظلہ، جناب حافظ حسین احمد، مولانا عبدالغفور حیدری، مولانا عبدالرؤف ربانی رحیم یار خان، مولانا عبدالحکیم اکبر ڈیرہ اسماعیل خان، پروفیسر محمود الحسن عارف لاہور سمیت دسیوں طلبا نے موثر کردار ادا کیا۔ راقم ان دنوں جلالین شریف، مشکوٰۃ شریف اور دورۂ حدیث شریف والے سالوں میں ایک کارکن کی حیثیت سے جے ٹی آئی کے بہی خواہوں میں شامل تھا، آگے چل کر جمعیت اختلاف و انتشار کا شکار ہوگئی اور اس میں دو گروپ ہوگئے، ایک گروپ مولانا سعید احمد رائے پوری کی نسبت سے رائے پوری گروپ کہلواتا تھا اور دوسرا گروپ حضرت درخواستی کی نسبت سے درخواستی گروپ کہلوایا۔ جمعیت کی قیادت مولانا رائے پوری کے قریب تھی، کیونکہ مولانا سعید احمد رائے پوری اس کے سرپرست تھے اور موصوف نے بھی بھرپور کردار ادا کیا، کئی ایک کالجوں اور یونیورسٹیوں کی یونینوں کے انتخابات بھی جمعیت طلبائے اسلام نے جیتے، جمعیت کی جواں سال اور باہمت قیادت کی مساعی جمیلہ سے اپنے پرائے خائف ہوگئے اور سازشیں شروع کردیں۔ تا آنکہ جمعیت دو گروپوں میں تقسیم ہوگئی اور اپنا کردار کھو بیٹھی۔ جناب ڈاکٹر محمد اعظم چیمہ چلڈرن اسپیشلسٹ چیچہ وطنی جو خود بھی جمعیت طلبا میں رہے، نے بتلایا کہ جناب اسلوب احمد قریشی لاہور میں قیام پذیر ہیں اور ریٹائرمنٹ کی زندگی گزار رہے ہیں، ان سے فون نمبر لیا اور اسلوب قریشی صاحب سے رابطہ کرکے ان کے گھر مولانا عبدالنعیم کی معیت میں ۲۹/مئی ۱۱ بجے صبح ملاقات کی اور کافی دیر گپ شپ رہی۔ اسلوب قریشی ۱۹۷۶ء تک متحدہ صدر رہے پھر رائے پوری گروپ میں چلے گئے جب مولانا سعید احمد رائے پوری کے رفقاء نے ان کی نگرانی میں بزم فکر ولی اللّٰہی بنائی تو اس میں مولانا رائے پوری کی وفات کے بعد بزم فکر ولی اللّٰہی نے بھی اکابر کے طرز عمل سے انحراف کرکے نئی نئی آراء قائم کرنا شروع کیں تو موصوف بزم سے علیحدہ ہوگئے۔ کاش کہ جمعیت علما اسلام لاہور کی قیادت اس قیمتی ہیرے کو اپنے اندر

ملاکران کے تجربات سے فائدہ اٹھائے تو جمعیت کے لئے مضبوط اور کارآمد ہو سکتے ہیں۔ راقم نے ملاقات میں جناب اسلوب احمد قریشی سے درخواست کی کہ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں جمعیت کے کردار کو اجاگر کیا جائے، اگر کوئی مطبوعہ چیز موجود ہو تو اس کی کاپی عنایت فرمائی جائے۔

۱۹۷۶ء تک جمعیت کے موثر کردار کو ضبط تحریر میں لایا جائے تاکہ پھر انہیں خطوط میں آپ کے نام لیوا کام کر سکیں۔ قریشی صاحب نے بتلایا کہ اس سلسلہ میں رانا شمشاد علی خان نے کام شروع کیا ہوا ہے۔ خدا کرے وہ کام جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچ سکے۔

تیسری تجویز یہ پیش کی کہ اس دور کے رفقاء کا کنونشن بلایا جائے تاکہ مل بیٹھ کر ماضی کے تجربوں سے مستقبل کے لئے لائحہ عمل مرتب کیا جا سکے۔ تیسری تجویز سے متعلق قریشی صاحب نے بتلایا کہ اس سلسلہ میں بھی اکتوبر، نومبر کنونشن زیر غور ہے۔ بہر حال ملاقات مفید رہی، راقم نے ان سے تحریک ختم نبوت کے لئے کام کرنے کی استدعا کی۔

۳؍جون جمعۃ المبارک کا خطبہ: راقم نے ۳؍جون کا جمعۃ المبارک کا خطبہ جمعہ مکہ مسجد کوٹ ادو میں دیا۔ دارالعلوم مدینہ کوٹ ادو کے مہتمم قاری عبداللہ ابن مسعود، صدر المدرسین مولانا محمد انور شاکر، مجلس کے امیر حاجی عبدالرزاق، مکہ مسجد کے سابق امام موجودہ امام وخطیب مولانا محمد زکریا سے ملاقات کی اور مختلف جماعتی امور زیر غور آئے۔ ضلع مظفرگڑھ کے مبلغ مولانا قاضی عبدالخالق کی معیت ورفاقت رہی۔ نیز ۳؍جون کو جھنگ سے آتے ہوئے مجلس لیہ کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری عبدالشکور گرواں سے ملاقات کی۔ نیز ملتان جاتے ہوئے معروف ڈاکٹر جناب عبدالشکور سے سناواں میں ان کے کلینک پر ملاقات کی۔

بہاولپور جامع مسجد الصادق کے دروس: عرصہ دراز سے جامع مسجد الصادق بہاولپور میں یکم سے ۱۶؍رمضان المبارک تک صبح کی نماز کے بعد دروس کا سلسلہ چلا آرہا ہے۔ جہاں فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ، مولانا سیّد منظور احمد شاہ حجازیؒ، مولانا قاضی اللہ یار خان، مولانا حافظ عبدالواحدؒ اور دیگر مبلغین درس دیتے رہے۔ محکمہ اوقاف کے ایک ضلعی خطیب نے ایک مرتبہ یہ کہا کہ اس سال مجلس کے رفقاء درس نہیں دیں گے بلکہ محکمہ خود انتظام کرے گا۔ چنانچہ خطیب مرحوم نے اپنے درس کا اعلان کیا۔ مجلس کے مبلغ نے اعلان کیا کہ مجلس کے دفتر کے سامنے دکانوں کی چھت پر مولانا محمد حیات فاتح قادیان درس دیں گے تو سارے لوگ اٹھ کر مجلس کے درس میں شامل ہوگئے اور یوں محکمہ کے احباب اپنے منصوبہ میں کامیاب نہ ہو سکے اور یہ سلسلہ چلتا رہا۔ بندہ راقم الحروف ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۰ء تک بہاول پور میں مبلغ رہا اور یہ سلسلہ جاری رکھا جو اب تک جاری ہے لیکن اس میں کچھ ڈھیلا پن آگیا ہے۔ دروس کو کامیاب کرنے کے لئے تجاویز درج ذیل ہیں:

۱:... دروس کی موجودہ حالات کے مطابق تشہیر کی جائے۔

۲:... دعوت ناموں کے ذریعہ احباب جماعت کو مدعو کیا جائے۔

۳:... میڈیا کو خبریں بھیجی جائیں۔

۴:... مجلس کے قائدین حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا کی آمد پر رفقاء کو خصوصی طور پر ملاقات کرکے دعوت دی جائے۔

۵:... رمضان المبارک کی آمد سے پہلے مجلس کے زعما کا اجلاس بلا کر دروس کو کامیاب بنانے کے لئے تجاویز لی جائیں اور ان پر عمل کیا جائے۔

۶:... صبح کی نماز کے بعد دعا سے پہلے اعلان کیا جائے۔

یہ صحیح ہے کہ وہ خطیب نہ رہے جن کے نام پر لوگ جمع ہو جاتے تھے، نیز وہ سامعین بھی نہیں رہے، لیکن بہاول پور کی نئی نسل میں دینی شغف موجود ہے، صرف مہمیز کی ضرورت ہے۔

اگر مندرجہ بالا تجاویز پر کسی وجہ سے عملدرآمد نہیں ہو سکتا تو دروس کا سلسلہ بند کر دینا چاہئے۔ ملتان، بہاولنگر، چیچہ وطنی، رحیم یار خان سے مبلغین تشریف لائیں، رمضان المبارک میں گرمی صعوبتیں بھی برداشت کریں اور سامنے بیس سے تیس آدمیوں ہوں تو بہتر ہے کہ علماء کرام کو تکلیف نہ دی جائے اور اس سلسلہ کی تحت بالخیر پڑھ لی جائے۔ بہر حال راقم نے ۳ اور ۴؍رمضان المبارک کے درس دیئے اور ماڈل ٹاؤن سی کی جامع مسجد ابوبکر صدیقؓ میں جمعۃ المبارک کا خطبہ دیا اور ملتان واپسی ہوئی۔

تنظیم اہلسنت کے پروگرام میں شرکت: تنظیم اہلسنت کی بنیاد تقریباً پون صدی پہلے رکھی گئی۔ سردار احمد خان پتافی، سابق صدر پاکستان جناب فاروق خان لغاری کے والد محترم جناب جمال محمد خان لغاری، مولانا سیّد نور الحسن شاہ بخاریؒ، حضرت مولانا علامہ دوست محمد قریشی، مناظر اسلام مولانا عبدالستار تونسویؒ کے بعد دیگرے اس تحریک کی صدر رہے۔ اس وقت تحریک تنظیم اہلسنت کی صدارت مناظر اسلام مولانا عبدالستار تونسویؒ کے فرزند ارجمند مولانا عبدالغفار تونسوی فرما رہے ہیں۔ ایک دور تھا کہ تنظیم اہلسنت کا طوطی بولتا تھا۔ مدارس عربیہ کے سالانہ اجتماعات کی جان تنظیم اہلسنت کے مبلغین ہوتے تھے اور شعراء کی بھی ایک کھیپ ہوتی تھی۔ حضرت مولانا عبدالشکور دین پوریؒ، حضرت مولانا سیّد عبدالمجید ندیم بھی اسی پلیٹ فارم سے اٹھے اور اسی پلیٹ فارم سے ایک عرصہ تک گرجتے اور برستے رہے۔

ڈائری کے مطابق ہر اسلامی ماہ کی پہلی تاریخ کو پورے ملک سے دینی حلقہ دفتر تنظیم میں جمع ہوتا اور خوب چہل پہل ہوتی۔ ایک تو تنظیم کے تمام بڑے بڑے ایک ایک کر کے اٹھتے چلے گئے اور وہ رونق کم ہوتی چلی گئی۔ سی کسر موبائل فون نے نکال دی، آج اگر کسی عالم دین کی کوئی تاریخ یا پروگرام ضرورت ہوتو موبائل پر رابطہ ہی کافی سمجھا جاتا ہے، تاہم مولانا عبدالغفار تونسوی، مولانا عبدالجبار تونسوی سے:

ہوا ہے گر تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مرد درویش جسے خدا نے دیئے ہیں انداز خسروانہ

تنظیم اہلسنت جہاں مسلمان عوام کے عقائد و اعمال کی اصلاح کے لئے عوامی اجتماعات سے خطاب کئے جاتے، وہاں خواص علماء کرام اور منتہی طلبا کرام کو خاص علمی انداز میں اہلسنت کے عقائد پر تیاری کرائی جاتی رہی۔ شعبان و رمضان المبارک کی چھٹیوں میں حضرت علامہ دوست محمد قریشیؒ، حضرت مولانا سید نورالحسن شاہ بخاریؒ، حضرت علامہ عبدالستار تونسوی تربیتی کورس کے ذریعہ علمائے کرام کی تیاری کراتے اور اب یہ سلسلہ صدر تنظیم حضرت مولانا عبدالغفار تونسوی مدظلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ قبلہ تونسوی صاحب کا فون آیا کہ تربیتی کلاس جاری ہے اور آپ کچھ وقت دیں تو راقم الحروف نے ۵ تا ۷ر رمضان المبارک مطابق ۱۱ تا ۱۳ر جون دفتر تنظیم سے ملحقہ جامع مسجد صدیقیہ میں صبح ۹ سے ۱۱ بجے تک تقریباً دو گھنٹے شرکاء کلاس کی خدمت کی اور مندرجہ ذیل عنوانات پر گفتگو کی۔

۶ر رمضان المبارک: شرائط نبوت اور مرزا قادیانی۔

۷، ۸ر رمضان المبارک: مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان ۲۱ر متنازعہ امور پر گفتگو کی۔

(الحمدللہ علی ذالک)۔

صیانۃ المسلمین کے مرکز میں: مجلس صیانۃ المسلمین کی بنیاد حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلفا نے رکھی۔ ایک عرصہ تک مجلس کا مرکزی دفتر و مرکز جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ میں رہا۔ مولانا مفتی وکیل احمد شیروانی، مولانا عبدالریان سلیمیؒ یہ سلسلہ چلاتے رہے۔ ہر سال جامعہ اشرفیہ میں صیانۃ المسلمین کا مرکزی اجتماع ہوتا اور حضرت تھانویؒ کے حلقہ کے علماء کرام اور مشائخ عظام اپنے اصلاحی مواعظ حسنہ کے ذریعہ مسلمانوں کی علمی پیاس بجھاتے۔ ''سندر'' کے مقام پر مجلس نے اپنا مرکز بنایا اور شاندار لائبریری جامعہ اشرفیہ سے اپنے مرکز میں منتقل کی۔ اس وقت مرکز کی نگرانی مولانا عبدالریان سلیمیؒ کے فرزند ارجمند مولانا محمد بلال اشرف سلمہ فرما رہے ہیں۔ ملتان سے لاہور جاتے ہوئے صیانۃ المسلمین کے مرکز میں تھوڑی دیر آرام کیا۔

محمدیہ مسجد ضیاء موسیٰ میں مغرب کے بعد مختصر خطاب: ہمارے بہت ہی پیارے بزرگ حافظ محمد ابوبکر اور ان کے فرزندان گرامی اس کا انتظام و انصرام سنبھالتے ہیں۔ مغرب کی نماز محمدیہ مسجد میں ادا کی اور مختصر خطاب بھی کیا۔

جامع مسجد ختم نبوت گنگی والا: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کا مرکز ہے، مقامی مبلغ مولانا محمد عارف شامی سلمہ کے حکم پر ۹ تا ۱۱ر رمضان المبارک مختلف مساجد میں بیانات ہوئے اور احباب سے ملاقاتیں کیں۔

جامع عثمانیہ پونڈانوالہ: مولانا عبدالقدوسؒ جو جمعیت علماء اسلام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں میں سے تھے۔ ان کے زمانہ سے رمضان المبارک میں ایک سالانہ افطاری کا پروگرام ہوتا ہے تو ۱۰ر رمضان المبارک شام کو جامعہ میں سالانہ افطاری کے پروگرام میں شرکت کی، جس میں جمعیت اور مجلس کے راہنماؤں مولانا محمد عارف شامی، قاری عبدالغفور، حافظ احسان الواحد اور راقم الحروف شریک ہوئے۔ افطاری کا نظم جامعہ کے مہتمم مولانا صاحبزادہ فضل الرحمن کے زیر انتظام تھا۔

جامع مسجد امیر حمزہ وزیر آباد کے خطیب مولانا قاری منصور احمد ہیں۔ موصوف کے والد محترم مولانا شیخ احمد بورے والا مجلس کے تاسیسی اجلاس میں شریک تھے۔ ایک سڑک حادثہ میں جام شہادت نوش فرماگئے۔ قاری منصور احمد سے ایک دوسرا تعلق یہ بھی ہے کہ آپ کے والد نسبتی مولانا محمد شریف احرار مجلس کے کراچی اور دنیا پور ضلع لودھراں کے مبلغ رہے۔ ان کی مسجد میں ۱۰ر رمضان المبارک بعد نماز عصر بیان ہوا تو مولانا محمد شریف احرارؒ کے مجاہدانہ کارناموں پر گفتگو ہوتی رہی۔ بہادر عالم دین تھے، کھاریاں کے علاقہ میں قادیانیوں کو ناکوں چنے چبوائے، کئی ایک مناظروں میں انہیں چاروں شانے چت کیا۔ ان کی جرأت و بہادری اور مشن سے والہانہ عقیدت کی وجہ سے انہیں حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اپنا پانچواں بیٹا کہا کرتے تھے۔

جامعہ ابوایوب انصاری کی دعوت افطار میں شرکت: ۱۱ر رمضان المبارک کو جامعہ ابو ایوب انصاریؒ میں مولانا مفتی غلام نبی کی دعوت پر مولانا عارف شامی، قاری عبدالغفور کی معیت میں دعوت افطار میں شرکت کی۔

جامع مسجد مرکزی کاموکی میں درس: ۱۱ر رمضان المبارک صبح کی نماز کے بعد مرکزی جامع مسجد میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر تقریباً پچیس منٹ درس دیا۔ مولانا حافظ عبدالشکور فاضل دیوبند اس مسجد کے ایک عرصہ تک خطیب رہے، موصوف ۱۹۵۳ء کی تحریک میں نہ صرف شامل ہوئے بلکہ گرفتار بھی ہوئے، بہت ہی جرأت مند عالم دین تھے۔ ان کے اخلاص کی برکت

سے مرکزی جامع مسجد اسم باشی ہے۔ نمازوں میں سینکڑوں حضرات شریک ہوتے ہیں، اس وقت مسجد و مدرسہ کا نظم ونسق رانا ذوالفقار علی خان کے ہاتھوں میں ہے، جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی امیر بھی ہیں، خطابت کے فرائض مولانا عبدالواحد رسولنگری سرانجام دیتے ہیں، جبکہ صبح کی نماز کے بعد مولانا محمد یاسر درس قرآن پاک دیتے ہیں۔

خطبہ جمعہ جامع مسجد چیچہ وطنی میں: مرکزی جامع مسجد چیچہ وطنی کی نشاۃ ثانیہ ۱۹۲۹ء میں ہوئی۔ مولانا غلام محمدؒ اس کے خطیب اور بانیوں میں سے تھے۔ ان کے بعد ان کے بڑے فرزند ارجمند مولانا عبدالاحد خطیب رہے۔ ہمارے حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ بھی اسی ممبر پر ایک عرصہ تک گرجتے اور برستے رہے۔ بعدازاں مولانا حافظ عبدالواحد جو مدینہ یونیورسٹی کے فاضل، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں مدینہ یونیورسٹی کی طرف مبعوث مبلغ کے فرائض سرانجام دیتے رہے اور خطابت کا سلسلہ مرکزی جامع مسجد میں جاری رکھا۔ حافظ صاحب شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی علی محمدؒ مہتمم جامعہ دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا کے فرزند نسبتی بھی تھے۔ حافظ صاحب کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ارجمند قاری عبدالرحمٰن امام اور حضرت مولانا محمد ارشاد مدظلہ خطیب اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے چیچہ وطنی میں امیر ہیں۔ حق گو اور پنجابی زبان کے بہترین خطیب ہیں۔ ۱۱ رمضان المبارک کے جمعۃ المبارک کا خطبہ مرکزی مسجد میں ہوا۔ افطاری جامع مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن لاہور جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مرکز اور دفتر ہے میں کی۔ کچھ دن لاہور میں قیام رہا، جہاں کئی ایک مساجد میں بیانات ہوئے، کئی ایک علماء کرام سے ملاقاتیں ہوئیں۔ زیادہ تر قیام مرکز ختم نبوت جامع مسجد عائشہ سے ملحقہ دفتر ختم نبوت میں رہا۔ ☆☆

اب بھی ہے ترا نام ہمیں جان سے پیارا

تو نے ہی محبت کے سفینہ کو ترایا
ملتا ہی نہ تھا حسن کے دریا کا کنارا

تاریخ کے صفحات کو بھی ناز ہے جس پر
اک گرتی ہوئی قوم کو اس درجہ ابھارا

چلتی ہی رہے گی ترے احکام کی کشتی
بہتا ہی رہے گا ترے الطاف کا دھارا

اس وقت کہ مٹھی میں تری سارا عرب تھا
کہتے ہیں ترا نانِ جویں پہ تھا گزارا

اس وقت بھی تھی تیری نبوت کی خدائی
آدم کی بھی تقدیر کا چمکا نہ تھا تارا

اب بھی تری عظمت پہ کٹا دیتے ہیں سر کو
اب بھی ہے ترا نام ہمیں جان سے پیارا

اب بھی ہیں ترے نام کی عظمت کے فدائی
بغداد، فلسطین، سمرقند، بخارا

اے وہ کہ ترے ذکر میں تسکینِ دل و جاں
اے وہ کہ تری ذات دو عالم کا سہارا

اے وہ کہ ترے نام سے ٹلتی ہے مصیبت
ماہر کی طرف چشم عنایت کا اشارہ

ماہر القادری مرحوم

ایصالِ ثواب اور مروّجہ قرآن خوانی کا حکم

مولانا مفتی رشید احمد فریدی، مدرسہ مفتاح العلوم، تراج، سورت انڈیا

مومن کے عمل کا اجر وثواب:

مومن اس عارضی دنیوی زندگی میں اپنی موت سے پہلے پہلے جو بھی نیک کام کرے گا؛ چاہے اپنی زبان سے ہو کہ ہاتھ سے یا اپنے مال کے ذریعہ اس کا ثواب ضرور پائے گا یعنی عمل کا اجر اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا؛ لیکن مرنے کے بعد عمل کا دفتر بند ہو جاتا ہے اور ایک لمحہ کے لئے بھی کوئی عمل کرنے سے عاجز ہو جاتا ہے؛ اس لئے نیکیوں پر اجر وثواب کا سلسلہ بھی ختم ہو جاتا ہے؛ البتہ چند اعمال واسباب ایسے ہیں کہ مرنے کے بعد بھی اس کا اجر میت کو پہنچتا رہتا ہے (یہی حال اس کے برے عمل اور گناہ کا ہے) حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ ”اذا مات ابن آدم انقطع عمله الا من ثلاث صدقة جارية و علم ينتفع به و ولد صالح يدعو له“ (رواہ مسلم) جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل بند ہو جاتا ہے؛ مگر تین چیزیں: (۱) ایک صدقۂ جاریہ یعنی ایسا صدقہ جس سے زندہ لوگ نفع حاصل کرتے رہیں (۲) دوسری ایسا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے رہیں (۳) تیسری ایسی نیک اولاد جو اپنے والدین کے لئے دعا کرتی رہے، ان تین قسم کے اعمال کا ثواب میت کو پہنچتا ہے یعنی اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا رہے گا۔

ایک دوسرے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایا: ”ان مما يلحق المؤمن من عمله وحسناته بعد موته علما علّمه ونشره و ولدا صالحا تركه و مصحفا ورثه و مسجدا بناه و بيتا لابن السبيل بناه و نهرا اجراه و صدقة خرجها من ماله في صحته وحياته تلحقه من بعد موته“ (الترغیب، ص ۹۱/ ۱، عن ابن ماجہ) بے شک مومن کے عمل اور اس کی نیکیوں میں سے جس کا ثواب مومن کو اس کے مرنے کے بعد پہنچتا رہتا ہے: (۱) وہ علم ہے جو اس نے دوسرے کو سکھایا اور پھیلایا (۲) یا نیک اولاد جو اس نے چھوڑی ہے (۳) یا قرآن پاک کا کسی کو وارث بنایا یعنی تلاوت کے لئے وقف کر دیا (۴) یا مسجد تعمیر کی (۵) یا مسافر کے لئے کوئی سرائے یعنی مسافر خانہ بنایا (۶) یا نہر جاری کی (۷) یا اپنے مال میں سے نفلی صدقہ نکالا تندرستی اور زندگی میں، تو ان چیزوں کا اجر وثواب مرنے کے بعد بھی میت کو پہنچتا رہے گا۔

ایصال ثواب اور اس کے اغراض:

جس طرح میت کو اپنے بعض اعمال کا اجر وثواب پہنچتے رہنا متعدد احادیث مبارکہ سے ثابت ہے اور اہل ایمان کا ان احادیث پر عمل بھی پایا جاتا ہے، اسی طرح میت کو کسی نیک عمل کے ذریعہ نفع پہنچانا اور میت کا اس سے نفع اٹھانا احادیث اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ مثلاً حضرت انس بن مالکؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ! ہم اپنے مُردوں کے لئے دعا کرتے ہیں، ان کے لئے صدقہ کرتے ہیں اور ان کی طرف سے حج کرتے ہیں، کیا ان اعمال کا ثواب ان مُردوں تک پہنچتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کو ثواب پہنچتا ہے اور وہ اس سے خوش ہوتے ہیں جیسے تم میں سے کوئی خوش ہوتا ہے، جب اسے کھجور کا طبق ہدیہ کیا جائے۔ ایک اور حدیث میں ہے: جس شخص نے اپنے والدین یا دونوں میں سے ایک کی قبر کی زیارت کی اور قبر کے پاس یٰسین شریف پڑھی تو اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

ایصال ثواب کا منشا عموماً یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے میت سے عذاب میں تخفیف کر دیتے ہیں یا دور فرما دیتے ہیں، کبھی میت کے درجات کی بلندی یا میت پر شفقت وترحم ہوتا ہے، کبھی اس کا مقصد والدین کی طاعت ہوتا ہے اور کبھی میت کے حق کی ادائیگی یا اس کے احسان کا بدلہ دینا ہوتا ہے اور ایک غرض یہ بھی ہوتی ہے کہ خود ایصال ثواب کرنے والا اجر وثواب کا مستحق ہو۔ یہ سب دینی مقاصد ہیں جو احادیث میں مذکور ہیں، جیسے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص قبرستان گیا اور یٰسین شریف پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس دن مُردوں سے عذاب میں تخفیف کرتے ہیں اور مُردوں کی تعداد کے برابر پڑھنے والے کو اجر دیتا ہے۔ بہر حال ایصال ثواب ایک شرعی مقصد ہے۔

تنبیہ: میت کو نفع پہنچانے اور پہنچنے کے ذرائع میں سے ولد صالح کا اپنے والدین کے لئے دعا کرنا یا دوسرے اشخاص کا میت کے لئے دعائے مغفرت

کرنا بھی ایصال ثواب کے حکم کلی شرعی میں داخل ہے، جیسا کہ مذکورہ احادیث میں اس کا ذکر صراحتاً موجود ہے۔

ایصال ثواب کے مختلف طریقے:

ایصال ثواب چاہے مالی عبادات کے ذریعہ ہو، جیسے صدقات وخیرات کرنا یا مسکین وحاجت مند کو کھلانا، پلانا (یا پہنانا یا ان کی کوئی اور ضرورت پوری کرنا) یا بدنی عبادات سے ہو، جیسے نفل نماز، روزہ، تلاوتِ قرآن وذکرو اعتکاف اور طواف یا نفل حج یا عمرہ یا ایسے عمل کے ذریعہ ہو جس سے مخلوق کو نفع پہنچے اور اللہ کا قرب حاصل ہو، جیسے کنواں یا نہر کھدوانا (آج کل بورنگ کردینا) یا پل یا مسافر خانہ بنوانا، پھلدار یا سایہ دار درخت لگانا، مسجد کی تعمیر کرنا یا مصحف شریف یعنی قرآن مجید کو تلاوت کے لئے وقف کرنا یا اولاد کو دینی تعلیم دلانا وغیرہ ان سب چیزوں کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور اس سے میت کو خوشی وراحت ملتی ہے۔

پس فرائض کے سوا ہر نیک عمل سے چاہے کرتے وقت مُردوں کی طرف سے نیت کی ہو یا کرکے اس کا ثواب بخشا جائے اور ثواب چاہے کسی خاص میت کو بخشے یا تمام مومنین کو اور چاہے عمل کرنے والا تنہا کرے یا چند افراد مل کر انجام دیں ہر طرح مُردوں کو نفع پہنچانا درست اور ثابت ہے؛ بلکہ زندوں کو بھی ثواب بخشنا درست اور جائز ہے۔

اصل یہ ہے کہ جو کوئی کسی قسم کی عبادت کرے خواہ نماز ہو یا روزہ یا صدقہ یا قرأت قرآن یا ذکر یا طواف یا حج یا عمرہ ہر طرح کی نیکیوں کا ثواب پہنچانا درست ہے۔ (شامی وبحر) اور ایصال ثواب کرنے والے کے لئے بہتر یہ ہے کہ تمام مومنین اور مومنات کی نیت کرے؛ اس لئے کہ سب کو بھیجے ہوئے نیک عمل کا پورا ثواب پہنچتا ہے، بھیجنے والے کے اجر میں سے کچھ کم نہیں کیا جاتا، یہی اہل السنۃ والجماعۃ کا مذہب ہے۔ (شامی)

علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ احادیث وآثار بکثرت ہیں، طوالت کی وجہ سے ہم نے ترک کردیا، ان سب سے قدر مشترک ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص کسی بھی نیک عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو ضرور نفع دے گا یہ بات یقینی ہے۔
(فتح القدیر صفحہ۲۴۴:۳)

ایصال ثواب کے لئے قرأت قرآن

قرآن پاک کی تلاوت چاہے انفرادی طور پر ہو یا کسی جگہ اکٹھے ہو کر دونوں طرح صحیح اور مستحسن ہے۔ تلاوت قرآن کی اصل غایت تو رضائے الٰہی ہے؛ لیکن دوسرے مقاصد خیر کے لئے بھی قرآن کریم کا پڑھنا احادیث وآثار سے ثابت ہے؛ چنانچہ ایصال ثواب کے لئے جو ایک شرعی مقصد ہے، قرآن کریم کا پڑھنا خیر القرون کے زمانہ سے جاری اور صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت سے ثابت ہے۔ حدیث شریف میں ہے: "ان لکل شیء قلب وقلب القرآن یسین فاقرؤھا علی موتاکم۔" ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے، قرآن پاک کا دل سورۂ یٰسین ہے، پس اسے مردوں پر پڑھا کرو؛ اس لئے میت کے لئے یٰسین شریف پڑھنا اور پڑھوانا دونوں درست ہے۔ (فتح القدیر) محی السنۃ امام نووی اپنی کتاب "التبیان فی آداب حملۃ القرآن" میں انصار مدینہ کا ایک معمول نقل کرتے ہیں کہ انصار مدینہ جب میت کے پاس حاضر ہوتے تو سورۂ بقرہ پڑھا کرتے تھے۔ مشہور شارح مشکوٰۃ ملا علی قاریؒ جلیل القدر تابعی امام شعبیؒ کا قول نقل کرتے ہیں۔ علامہ ابن القیمؒ نے بھی اپنی کتاب "الروح/۳۹" میں امام شعبیؒ کا قول ذکر کیا ہے، یعنی انصار میں جب کسی کا انتقال ہوتا تو اس کی قبر پر جاتے اور قرآن پڑھتے تھے۔ (مرقات صفحہ ۴:۸۹۱)

اس سلسلہ میں مختلف احادیث وآثار ذکر کرکے ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں کہ میت کے ایصال ثواب کے لئے قرأت قرآن کی مذکورہ احادیث اگرچہ ضعیف ہیں؛ مگر مجموعہ دلالت کرتا ہے کہ اس کی اصل موجود ہے؛ چنانچہ مسلمان ہر زمانہ اور شہر میں جمع ہوتے ہیں اور اپنی میت کے لئے قرآن پڑھتے ہیں، پس علماء یہ اجماع ہوگیا۔ (مرقات، ص:۴:۹۹۱) اور جب خیر القرون؛ بلکہ ایک جماعت صحابہ سے اس کا ثبوت موجود ہے، تو پھر ایصال ثواب کے لئے اجتماعی قرأت قرآن کو بدعت نہیں کہا جائے گا؛ البتہ اگر خلاف شرع کسی پابندی کے ساتھ کیا جائے تو پھر ممنوع کہلائے گا۔

مروجہ قرآن خوانی کا حکم فتاویٰ کی روشنی میں:

عوام میں پائی جانے والی قرآن خوانی کئی پابندیوں اور لازم کیے ہوئے امور کے ساتھ ہوا کرتی ہے، جن کی شریعت میں کوئی اصل خیر القرون میں نہیں ملتی، ایسی خلاف شرع پابندی اور التزام والی قرآن خوانی قابل ترک ہے، اس میں شرکت بھی ممنوع ہے۔

(۱) امام ربانی فقیہ عصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ تحریر فرماتے ہیں: "ثواب میت کو پہنچانا بلاقید وتاریخ وغیرہ اگر ہو تو عین ثواب ہے اور جب تخصیصات اور التزامات مروجہ ہوں تو نادرست اور باعث مواخذہ ہوجاتا ہے۔" (فتاویٰ رشیدیہ)

(۲) حضرت مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوریؒ مفتی اعظم گجرات تحریر فرماتے ہیں: رسم ورواج کی پابندی اور برادری کی مروت اور دباؤ کے بغیر اور کوئی مخصوص تاریخ اور دن معین کیے بغیر اور دعوت کا اہتمام اور اجتماعی التزام کے بغیر میت کے متعلقین، خیرخواہ اور عزیز واقرباء ایصال ثواب کی غرض سے جمع ہوکر قرآن خوانی کریں تو یہ جائز ہے ممنوع نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۱/۹۸۳)

(۳) حضرت مولانا سید زوار حسین نقشبندیؒ اپنی کتاب ''عمدۃ الفقہ'' میں لکھتے ہیں: قرأت قرآن کے لئے قبر کے پاس بیٹھنا نیز قرآن شریف پڑھنے کے لئے حافظوں اور قرآن خوانوں کو بٹھانا بھی بلاکراہت جائز ہے؛ جبکہ پڑھنے والے اجرت پر نہ پڑھتے ہوں اور پڑھوانے والے کو اجرت (دینے) کا خیال نہ ہو۔ (عمدۃ الفقہ، ص:۶۳۵/۲)

(۴) حضرت فقیہ الامت مفتی اعظم ہند مفتی محمود حسن گنگوہیؒ تحریر فرماتے ہیں: الجواب حامداً ومصلیاً ''افضل تو یہی ہے کہ جب ایک جگہ مجمع قرآن شریف پڑھے تو سب آہستہ پڑھیں؛ لیکن زور سے پڑھیں تب بھی گنجائش ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ، ص: ۱/۵۲) ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں: ایصال ثواب میں نہ تاریخ کی قید ہے کہ شب برأت ۱۵/شعبان، ۱۰/محرم اور ۱۲/ربیع الاول ہو۔ نہ ہیئت کی قید ہے کہ چنوں پر کلمہ طیبہ پڑھا جائے یا کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دی جائے۔ نہ سورتوں وآیتوں کی تخصیص ہے کہ قل اور پنج آیات ہو اور نہ کسی اور قسم کی قید ہے۔ یہ سب قید ختم کردیا جائے کہ یہ شرعاً بے اصل ہے، صحابہ نے بغیر ان قیدوں کے ثواب پہنچایا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ، ص:۶۰۲/ القدیم)

(۵) حضرت مفتی احمد بیات خلیفہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ تحریر فرماتے ہیں: الجواب حامداً ومصلیاً۔ جب کسی دن یا تاریخ کو لازم نہ کیا جائے، کھانے پینے کا مستقل انتظام نہ کیا جائے نیز اسے ایسا ضروری اور لازم نہ سمجھا جائے کہ اس قرآن خوانی میں شریک نہ ہونے والے پر طعن وتشنیع کی جائے تو بغرض ایصال ثواب جائز ہے؛ اس لئے کہ ایصال ثواب کا ثبوت متعدد احادیث سے ہے۔ فقط: واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاویٰ فلاحیہ، ص:۱/۸۰۴)

قرآن خوانی میں خلاف شرع امور سے احتراز:

حدیث وفقہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایصال ثواب کے لئے مالی عبادتوں کا طریقہ زیادہ نفع بخش ہے کہ اس سے عام انسان کو بھی نفع ہوتا ہے اور میت کو بھی اجر وثواب پہنچتا رہتا ہے؛ البتہ قرأت قرآن (قرآن خوانی) کے ذریعہ ایصال ثواب کیا جائے، تو پھر فقہ وفتاویٰ کی روشنی میں چند امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

(۱) قرآن پڑھنے یا پڑھوانے پر اجرت مقرر نہ کی جائے اور نہ اجرت لی جائے۔ بہت سے علاقہ میں قرآن خوانی کرانے والے حافظ وغیرہ سے کم یا زیادہ پڑھنے پر معاوضہ کی پیش کش کرتے ہیں اور بھی پڑھنے والے خود ہی معاوضہ طے کرتے ہیں اور بعض مرتبہ بغیر طے کیے ہدیہ کے نام پر دیا جاتا ہے؛ چونکہ قرآن خوانی کرانے والے کے دل میں ہوتا ہے کہ نذرانہ دینا ہوگا اور پڑھنے والے کے دل میں ہوتا ہے کہ نذرانہ ضرور ملے گا؛ اس لئے یہ نذرانہ (ہدیہ) بھی جسے مجلس کے بعد پیش کرنے کا رواج ہے اجرت کے مشابہ ہے؛ لہٰذا یہ سب صورت ناجائز ہے اور اس طرح پڑھنے پر اجر وثواب نہیں ملتا ہے، تو ایصال ثواب کیسے ہوگا؟

(۲) قرآن خوانی میں شرکت کرنا برادری مروت کے دباؤ یا بدنامی کے ڈر سے نہ ہو، اسی طرح قرآن خوانی میں شریک نہ ہونے والے پر کوئی طعن وملامت نہ کیا جائے۔ قرآن خوانی میں شرکت کرنے والے عموماً برادری مروت کی وجہ سے بیٹھتے ہیں، بھی قرآن خوانی کرانے والوں کے طعن وملامت سے بچنے کے لئے شریک ہوتے ہیں، ایسی قرآن خوانی سے تو بہتر یہ ہے کہ کسی غریب ومسکین اور مستحق کی حاجت ضروریہ پوری کرکے اس کا ثواب میت کو پہنچایا جائے۔

(۳) انتقال کے بعد قرأت قرآن کے لئے دنوں کی تخصیص نہ ہو جیسے تیسرے دن اور دسویں دن میں قرآن خوانی کرنا پھر چالیسویں دن میں کرنا پھر سال پورا ہونے پر کرنا۔ عوام کے نزدیک یہ تیجہ، چہلم اور برسی وغیرہ ایسے متعین ہیں کہ ذرا بھی اس میں خلاف نہیں کیا جاتا، اسی طرح قرآن خوانی کے لئے تاریخ متعین نہ ہو مثلاً ۲۷ویں رجب، ۱۵ویں شعبان، دسویں محرم، ۱۲ویں ربیع الاول وغیرہ۔ اگر دن یا تاریخ کے التزام کے ساتھ قرآن خوانی کی جاتی ہے تو پھر یہ شرع کے خلاف ہے، اس میں شرکت ممنوع ہے؛ بلکہ اسے بند کرنے کی سعی کی جائے۔

(۴) خاص ہیئت کے ساتھ، خاص سورتیں اور خاص آیتوں کے پڑھنے کو ضروری قرار نہ دیا جائے جیسے کھانا سامنے رکھ کر چاروں قل اور پنج آیات پڑھ کر ایصال ثواب کرنا؛ کیونکہ ثواب کا پہنچنا اس طریقہ پر موقوف نہیں ہے، اگر اس طرح کیا جائے گا تو یہ طریقہ صحیح نہ ہونے کی وجہ سے قابل ترک ہوگا۔

(۵) مجلس قرآن خوانی کے بعد شریک ہونے والوں کو کھلانا یا پلانا یا شیرینی تقسیم کرنے کا التزام نہ ہو۔ عام طور سے قرآن خوانی کے بعد کم از کم شیرینی (یعنی کوئی بھی میٹھی چیز پھل یا مٹھائی یا نان خطائی وغیرہ) تقسیم کرنے کو لازم سمجھتے ہیں اور بعض مرتبہ شریک ہونے والے اگر شیرینی تقسیم نہ کی جائے تو طنز کرتے ہیں، یہ دونوں صورتیں غلط ہیں اور قابل اصلاح ہیں۔

(۶) قرآن خوانی میں شرکت کرنے والے کا مقصد شہرت وتفاخر یا دنیوی جاہ ومنصب کا حصول ہے یا قرآن پڑھوانے والا خود ہی شہرت وتفاخر کے لئے کررہا ہے تو یہ بھی جائز نہیں ہے، ایسی صورت میں دونوں فریق قابل مواخذہ ہیں ثواب تو کہاں ملے گا؟

حاصل یہ کہ کسی کے انتقال پر ایصال ثواب کے لئے شریعت میں مختلف طریقے ہیں، کسی بھی طریقہ پر عمل کیا جاسکتا ہے؛ البتہ ایسا طریق اختیار کیا جائے تو بہتر ہے جس سے عام لوگوں کو تادیر فائدہ حاصل ہوتا رہے اور میت کو بھی اس کا اجر وثواب پہنچتا رہے اور ختم قرآن کرنا یا کم از کم یٰسین شریف پڑھنا یا پڑھوانا بھی درست ہے، شرط یہ ہے کہ خلاف شرع قید و پابندی نہ ہو چاہے مسجد میں ہو یا گھر میں۔ زمانہ سلف سے اس کا معمول جاری ہے؛ چنانچہ مدارس دینیہ میں بھی کسی شخصیت کے انتقال پر اگر قرآن خوانی ہوتی ہے تو وہ مذکورہ قیود و پابندیوں سے خالی ہوا کرتی ہے؛ اس لئے ایسی پاکیزہ قرآن خوانی کے جائز؛ بلکہ مستحسن ہونے میں کوئی شک نہیں ہے، اکابر علمائے دیوبند اور اسلاف کے واقعات میں اس کا ذکر موجود ہے۔ مثلاً حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے صاحب زادے ریاست دکن کے قاضی مولانا حافظ محمد احمد نانوتویؒ کا جب انتقال ہوا، اس وقت برصغیر کے سیکڑوں مدارس میں، جبکہ ہزاروں کبار علماء موجود تھے، ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی گئی۔ (تفصیل کے لئے دارالعلوم دیوبند کی سالانہ روئداد ملاحظہ ہو) لہٰذا بعض اہل علم کا ایصال ثواب کے لئے مطلقاً اجتماعی قرأت قرآن کو بدعت قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

البتہ خواہش پرستوں نے اس عمل صالح میں مختلف پابندیاں لگادی ہیں، جو شرع کے خلاف ہیں اور عوام میں ایسی ہی قرآن خوانی کا رواج چل رہا ہے اور لوگ ان پابندیوں کے نبھانے کو ضروری سمجھتے ہیں اس لئے احادیث وفتاویٰ کی روشنی میں ایسی مروجہ قرآن خوانی قابل اصلاح ہے۔ دین کا صحیح فہم رکھنے والے سنجیدہ اور بااثر حضرات کو چاہیے کہ خلاف شرع امور سے اپنے علاقے کے لوگوں کو روکنے کی جدوجہد فرمائیں۔

☆☆............☆☆

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ژوب کے امیر

الحاج شیخ غلام حیدرؒ بھی انتقال فرماگئے! اناللہ وانا الیہ راجعون

مرحوم کے والد محترم ختم نبوت کے دیوانے ورکر تھے۔ حاجی محمد علی تحریک ختم نبوت کے پُر جوش راہنما تھے۔ جنہوں نے مولانا شمس الدین شہیدؒ کے ساتھ مل کر قادیانیت کا بھرپور تعاقب کیا۔ ان کے والد کا نام حاجی محمد عمر تھا۔ حاجی محمد علیؒ اپنے کسی کام کی خاطر ملتان تشریف لائے، معلوم ہوا کہ ملتان میں ختم نبوت کانفرنس ہے، اس میں شرکت کے لئے ٹھہر گئے۔ ان کے جگری دوست حاجی محمد عمرؒ نے گھر سے معلوم کرایا کہ محمد علی نظر نہیں آرہے گھر والوں نے کہا کہ ملتان گئے ہوئے ہیں، پوچھنے پر معلوم ہوا کہ ملتان میں ختم نبوت کی کانفرنس ہے اس میں شرکت کے لئے گئے ہیں۔ حاجی محمد عمرؒ نے کہا کہ محمد علیؒ مجھے ساتھ نہیں لے گیا، کیا وہ مجھے قادیانی سمجھتا ہے؟ وہ جب واپس آئے گا تو میں اسے قتل کردوں گا۔ پختون کی بات لوہے پر لکیر ہوتی ہے گھر والوں نے اطلاع کی کہ حاجی محمد عمرؒ یہ کہتا ہے تو حاجی محمد علیؒ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کو ساتھ لے کر گئے۔ مولانا نے بتلایا کہ حاجی محمد علیؒ اپنے کسی کام کے لئے ملتان آیا، ہم نے کہا کہ فلاں دن کانفرنس ہے، اس میں شریک ہوکر جاؤ، باقاعدہ کانفرنس میں شرکت کے لئے نہیں آیا تھا، پھر جاکر جان چھوٹی۔

حاجی محمد علیؒ حاجی محمد عمرؒ نے حضرت مولانا شمس الدین شہید سابق ڈپٹی اسپیکر بلوچستان اسمبلی کے ساتھ مل کر قادیانیوں کے خلاف تحریک چلائی۔ ژوب پورے ملک میں واحد ضلع ہے جہاں ان حضرات کی مساعی جمیلہ سے قادیانیوں کا داخلہ باقاعدہ ایک معاہدہ کے ساتھ قانوناً داخلہ بند ہے۔ حاجی محمد عمرؒ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ارجمند حاجی شیخ غلام حیدرؒ نے اپنے والد کی امانت کو سنبھالا مجلس کے امیر بن گئے اور تاحیات مجلس کے امیر رہے۔ آج سے پندرہ سال پہلے تقریباً ایک کانفرنس میں شرکت کے لئے ژوب جانا ہوا، پختون روایات کے مطابق شہر سے دس کلومیٹر پہلے انہوں نے ہمارا استقبال کیا، اپنے ساتھ اپنی گاڑی میں بٹھا کر لے گئے۔ ان علاقوں میں جلسہ یا کانفرنس دن کے وقت ہوتے ہیں، چنانچہ عصر تک کانفرنس رہی۔ مغرب کے بعد کھانا حاجی صاحب کے پاس تھا۔ ان کا گھر پہاڑی پر ہے، انہوں نے ژوب کے تمام قابل ذکر علمائدین اور مشیران (معززین) کو کھانے پر بلایا ہوا تھا۔ کھانے میں دنبہ روسٹ تھا، جس کی کم از کم آدھ آدھ کلو کی بوٹیاں تھیں۔ موصوف ہمارے سر پر آکر کھڑے ہوگئے، چونکہ اپنی گوشت خوری کی عادت نہیں ہے، میزبان کی دلداری کے لئے تھوڑا تھوڑا چک رہے تھے تو فرمانے لگے: دیکھئے مولوی صاحب! آج کی اس دعوت کے چیف گیسٹ (مہمان خصوصی) آپ ہیں، ان علماء کرام اور معززین کو آپ کے اعزاز میں بلایا گیا ہے تو آپ کو گوشت کھانا پڑے گا۔ نیز ہنس کر فرمانے لگے کہ گوشت نہیں کھائیں گے تو گولی کھانا پڑے گی۔ حضرت مولانا خدا بخش مرحوم نے فرمایا کہ حاجی صاحب ان شاء اللہ العزیز! آپ کو مایوس نہیں کریں گے۔ رات کے کھانے کے ساتھ لسی (چھاچھ) بھی تھی۔ فرمانے لگے گوشت کھاؤ اور لسی پیو ان شاء اللہ العزیز! لسی گوشت کے لئے ہاضم ہوگی، بعدازاں ہر سال جانا ہوتا رہا، رہائش آپ کے پہاڑی والے مکان میں ہوتی۔ ژوب میں باقاعدہ دفتر اور مدرسہ بھی قائم کیا جو آپ کی سرپرستی میں چلتا رہا ہے الحمدللہ! اب بھی کامیابی کی طرف گامزن ہے، یہ دفتر اور مدرسہ آپ کی باقیات الصالحات میں سے ہے۔ آپ پٹھانوں کے قبیلہ ”ودھ شیخ“ سے تعلق رکھتے تھے۔ کافی عرصہ سے بیمار چلے آرہے تھے، وقت موعود آن پہنچا اور آپ ۲۸ مئی کو اللہ پاک کے ہاں چلے گئے۔ آپ کی نماز جنازہ مولانا اللہ داد کاکڑ خطیب مرکزی مسجد ژوب کی اقتداء میں ادا کی گئی جس میں سینکڑوں سے متجاوز مسلمانوں نے شرکت کی، اگلے روز ۲۹ مئی کو کوئٹہ جماعت مولانا عبدالواحد کی قیادت میں حاجی کالے خان، حاجی گل محمد، مولانا محمد یونس، حاجی خلیل الرحمن کوئٹہ سے ژوب تشریف لے گئے۔ مرحوم کے ورثاء سے تعزیت کی اور مرحوم کی مغفرت اور رفع درجات کی دعا کی۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ

ڈاکٹر قاری محمد طاہر

دین پور پنجاب کی تاریخ میں خانپور کا ایک دیہات نما قصبہ ہے جو ضلع رحیم یار خاں میں واقع ہے۔ انگریزوں کے دور میں اس علاقے کو بہت اہمیت حاصل ہوگئی تھی کیوں کہ تحریک ریشمی رومال کا مرکز دین پور ہی تھا۔ تحریک ریشمی رومال نے انگریز راج کی نیندیں حرام کر دی تھیں، اگر چہ یہ تحریک سازش کا شکار ہوئی اور اس کے چلانے والوں کو قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں، اسی وجہ سے دین پور پوری دنیا کی توجہ کا مرکز بن گیا۔ اس تحریک کے بانی مولانا عبید اللہ سندھی تھے۔ ان کی قبر دین پور ہی میں ہے۔ ان کی شخصیت مرکزی تھی۔ یہی کشش بڑے بڑے مشاہیر کو اسی قبرستان میں لے آئی، انہوں نے اسی قبرستان میں دفن ہونے کی وصیت کی۔ ان مشاہیر میں ایک شخصیت مولانا لال حسین اختر کی ہے، جو رہنے والے تو لاہور کے تھے لیکن ان کو وصیت کے مطابق دین پور میں دفن کیا گیا۔ ان کے حالات زندگی اور دیگر معلومات ذیل کے مضمون کا حصہ ہیں۔

آپ کا نام لال حسین ہے۔ آپ کے والد کا نام حسین بخش تھا۔ سلوک میں ان کا تعلق سلسلہ قادریہ سے تھا۔ ایک کثیر مخلوق آپ کے حلقہ ارادت میں تھی۔ حسین بخش کا مدفن بارہ منگا تحصیل شکر گڑھ میں موجود ہے جہاں آپ کے ارادت مند فاتحہ کے لئے جمع ہوتے ہیں۔

آپ صاحب علم تھے۔ علم دوستی کی بناء پر آپ نے اپنے بیٹے لال حسین کو اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور میں داخل کرا دیا۔ ذہنی اٹھان مذہبی تھی۔ کالج میں آپ کی اٹھک بیٹھک قادیانی طلباء کے ساتھ ہوگئی۔ مرزائی ہمیشہ زرخیز زمین کی تلاش میں ہوتے ہیں۔ لال حسین ذہین بھی تھے۔ بولنے کی صلاحیت بھی خوب تھی۔ مرزائی طلباء نے اچھا شکار خیال کیا۔ یوں بھی آپ شکر گڑھ کے رہنے والے تھے۔ اس علاقہ میں زیادہ تر قادیانی حضرات کی آبادی تھی۔ کچھ علاقے کے اثرات، کچھ اورینٹل کالج کے مرزائی طلبا کی ہم نشینی، آپ پر مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات کا اثر ہوا اور آپ مرزائیوں کے ہتھے چڑھ گئے۔ ان کی ظاہری خوش کلامی، خوش گفتاری، جھوٹی تواضع اور اخلاق میں رنگی بداخلاقی، ان تمام عوامل نے رنگ دکھلایا اور آپ مرزائیوں کے دام میں گرفتار ہوگئے۔ مصنوعی رنگ خواہ کتنا ہی پختہ ہو بالآخر اپنا اثر دکھانے کے بعد جلد ہی اتر جاتا ہے۔

آپ کو مرزائی اثرات جلد ہی تشکیک کی طرف لے گئے۔ آپ حق کی تلاش میں سرگرداں رہنے لگے کہ اسی دوران آپ کو خواب آیا جس نے آپ کا رخ راہ حق کی جانب پھیر دیا۔ خواب میں آپ نے خود کو ایک رسی کے ساتھ منسلک پایا۔ دیکھا کہ کسی بزرگ نے اس رسی کو تیز دھار آلے سے کاٹ دیا۔ خواب سے بیدار ہوئے تو مرزائیت کی قلعی کھلتی محسوس ہوئی اور باطل منکشف ہوتا محسوس ہوا۔ سراب کی اصلیت کا احساس شدید ہوتا گیا۔

آپ نے دین کا مطالعہ از سر نو شروع کر دیا۔ ساتھ ہی اللہ رب العزت کی بارگاہ میں حق شناسی کے لئے ہاتھ بھی پھیلاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اھدنا الصراط المستقیم کی دعا کو شرف قبول بخشا اور آپ نے مرزائیت سے توبہ کی، اسلام کی صحیح راہ پر آ گئے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان کامل نصیب ہوگیا۔ طویل بے قراری کو قرار آ گیا۔ قادیانیت چھوڑنے اور دامن اسلام میں پناہ لینے کے سلسلے میں ایک اور محرک کا تذکرہ بھی اس جگہ ضروری ہے۔

ایک زمانے میں آریہ سماجی لیڈر سوامی شردھانند نے شدھی تحریک شروع کر دی جس کا مقصد سادہ لوح مسلمانوں کو ہندو بنانا تھا۔ اس ارتدادی مہم کو روکنے کے لئے حنفی، دیوبندی، اہل حدیث اور شیعہ علماء میدان میں نکل آئے۔ مولانا لال حسین نے بھی اس تحریک میں حصہ لیا۔ اس سے قبل آپ کی شعلہ بیانی کو دیکھ کر کچھ قادیانیوں نے آپ کو اپنے دام تزویر میں جکڑ لیا اور آپ انجمن احمدیہ لاہور کے رکن بن گئے لیکن جلد ہی مرزائیت کا خمار اتر گیا۔ اللہ کو ہدایت دینا مقصود تھی جس کے نتیجہ میں آپ کا رخ حقانیت اسلام کی طرف پلٹ گیا اور آپ نے مرزائیت سے توبہ کر لی اور آپ اسلام کے داعی اور مبلغ بن کر ابھرے بلکہ قادیانیت کے خلاف نبرد آزما ہوگئے۔

آپ نے یکم جنوری ۱۹۳۲ء کو احمدیہ انجمن لاہور سے استعفیٰ دے دیا اور دامن اسلام میں پناہ لے لی۔ آپ نے موچی دروازہ کے مشہور میدان میں منعقد ہونے والے بڑے جلسے میں مرزائیت ترک کرنے کا اعلان کیا۔ اس اعلان کے بعد آپ نے مختلف شہروں میں مرزائیوں کے خلاف تقاریر کا

سلسلہ شروع کیا۔ کچھ مرزائیوں نے آپ کو خطیر رقم کا لالچ دیا اور دھمکیاں بھی دیں کہ آپ مرزا کے خلاف تقاریر بند کریں ورنہ آپ کو ہم قتل بھی کرا سکتے ہیں، مولانا نے ان تمام باتوں کا نوٹس نہ لیا۔ رد قادیانیت پر تقاریر کا سلسلہ جاری رکھا، یہ سلسلہ تشکیل پاکستان کے بعد بھی جاری رہا۔

آپ نے مولانا عبدالقادر رائے پوری کے حلقہ ارادت میں آ کر پناہ لی اور آپ نے شاہ عبدالرحیم کے سلسلہ قادریہ میں حضرت عبدالقادرؒ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ سلسلہ قادریہ کا مسلک اور نظریہ اپنے والد حسین بخش کے اثرات کا نتیجہ تھا۔ ہر ایکشن کاری ایکشن بھی ایکشن کے مطابق انتہائی شدید ہوتا ہے۔ آپ نے قادیانیت کے سحر زدہ لوگوں کو اس سحر سے آزاد کرانے کی ٹھان لی۔ تریاق کے طور پر آپ نے سلسلہ تقاریر کے علاوہ رد قادیانیت پر چھوٹے بڑے چودہ رسائل و مضامین مرتب کیے جو ان کی زندگی ہی میں ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوئے اور ہزاروں لوگوں کے مطالعے میں آئے۔ یہ بات آج کی نہیں نصف صدی کا قصہ ہے۔ ان کے لکھے بہت سے پمفلٹ اب نایاب ہو چکے تھے، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ان تمام تحریروں کو یکجا جمع کیا اور کتابی شکل میں شائع کر دیا ہے۔ ان تمام مضامین کے عنوانات اس طرح ہیں:

"میں نے مرزائیت کیوں چھوڑی؟ قادیانی اور مولانا لال حسین اختر، ترک مرزائیت، ختم نبوت اور بزرگان امت، حضرت مسیح علیہ السلام مرزا کی نظر میں، حضرت خواجہ غلام فرید اور مرزا قادیانی، مرکز اسلام مکہ مکرمہ میں قادیانیوں کی ریشہ دوانیاں، سیرت مرزا قادیانی، عجائبات مرزا قادیانی، حمل مرزا قادیانی، آخری فیصلہ، بکر و ثیب، وفاقی وزیر قانون کی خدمت میں عرض داشت، محمود الرحمن کمیشن میں بیان مسلمانوں کی نسبت قادیانی عقیدہ، انگلستان میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی کامیابی"

یہ تمام پمفلٹ اگرچہ زیادہ صفحات کے نہیں ہیں تاہم بہت اہم اور معلوماتی ہیں جن سے قادیانی اعتقادات کو سمجھنے اور جاننے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ یہ تمام پمفلٹ احتساب قادیانیت جلد اول کے عنوان سے ایک جگہ مطبوعہ شکل میں ہیں۔ احتساب قادیانیت کے عنوان سے مستقل کتاب ہے جس کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان نے شائع کیا ہے۔ اس کا طبع اول ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا۔ طبع دوم ۱۹۹۶ء میں شائع ہوا۔ جب کہ طبع سوم اپریل ۲۰۰۱ء میں شائع ہو کر منظر عام پر آ گیا۔

مولانا لال حسین اختر کی عملی زندگی کا آغاز تحریک خلافت سے ہوا۔ آپ اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور میں پڑھتے تھے۔ جب تحریک خلافت کا آغاز ہوا تو متحدہ ہندوستان کے اکابرین نے انگریز حکومت کے ساتھ ترک موالات بھی شروع کی جس میں انگریزوں کے قائم کردہ تعلیمی اداروں کا بائیکاٹ بھی شامل تھا۔ اسی وجہ سے مولانا لال حسین نے اورینٹل کالج کو خیر آباد کہا اور اپنے وطن بارہ منگا ضلع گورداسپور چلے آئے اور خلافت کمیٹی میں باقاعدہ شمولیت اختیار کر لی۔ آپ پر حکومت کی طرف سے بغاوت کا مقدمہ قائم ہوا اور آپ کو ایک سال قید سخت کی سزا سنائی گئی۔

قادیانیوں کے خلاف نبرد آزما ہوتے ہوئے مولانا لال حسین اختر کو احساس ہوا کہ قادیانی حضرات نے لندن میں مرزائی اعتقادات سے برطانوی مسلمانوں کو گمراہ کرنا شروع کیا ہوا ہے۔ چنانچہ آپ ۱۹۶۷ء کو تبلیغی نقطہ نظر سے لندن چلے گئے۔ وہاں ووکنگ میں ان کا بڑا مرکز تھا۔ وہاں مسلم ایسوسی ایشن ووکنگ کے نام پر مسلمانوں کی تنظیم قائم کی۔ ووکنگ میں یہ مسجد نواب آف بھوپال کی بیگم نے تعمیر کرائی تھی۔ اس مسجد کا نام شاہ جہاں مسجد ہے۔ مولانا نے وہاں رد مرزائیت پر تقاریر کیں اور مرزا ناصر احمد کو مناظرہ کی دعوت دی لیکن مرزا ناصر مناظرہ کے لئے نہ آئے۔

سقوط مشرقی پاکستان کے موقع پر حکومت نے حمود الرحمن تحقیقاتی کمیشن قائم کیا جس کے ذمہ سقوط مشرقی پاکستان کی وجوہ اور اسباب کا کھوج لگانا تھا۔ مولانا لال حسین اختر نے اس کمیشن کو لکھی رپورٹ پیش کی جس میں ثابت کیا کہ سقوط مشرقی پاکستان میں قادیانیوں کا ہاتھ ہے۔

آپ نے مولانا عبداللہ درخواستی کے ہاتھ پر بیعت کی اور مولانا عبدالقادر رائے پوری سے بھی رشتہ سلوک قائم رکھا۔ آپ کا انتقال ۱۹۷۳ء میں ہوا۔ ان کی اولاد میں ان کا ایک ہی بیٹا حیات ہے جس کا نام محمد اطہر خان ہے۔ مولانا لال حسین نے اپنے بیٹے کو اسلامیہ کالج لاہور سے انگریزی ادبیات میں ایم اے کرایا اور وہ سول سروس میں آ گئے۔ ذہین و فطین تھے۔ مرکزی حکومت پاکستان میں چیف سیکرٹری مالیات کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ آج کل اسلام آباد، بحریہ ٹاؤن لاہور میں ریٹائر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اطہر محمود کے مطابق مولانا لال حسین کی وصیت تھی کہ مجھے دین پور میں دفن کیا جائے۔

آخری ایام میں وہ اطہر محمود کو باصرار یہ کہتے تھے کہ میں نے دین پور کے حضرات سے اجازت لی ہے، تم میرے صلبی وارث ہو، تم اس بارے میں رکاوٹ نہ بننا۔ جب ان کا اصرار زیادہ ہوا تو میں نے ایک روز جسارت کی اور والد صاحب سے پوچھا: اللہ آپ کو حیات جاوداں عطا فرمائے کہ آپ دین پور میں تدفین پر اتنا اصرار کیوں فرماتے

ہیں! کہنے لگے مجھے اس مٹی میں سے اہل جنت کی خوشبو آتی ہے۔ آپ کی میت لاہور سے اسپیشل گاڑی میں دین پور ضلع رحیم یار خاں لے جائی گئی۔ جنازے میں مسلمانوں کا جم غفیر تھا۔ حافظ الحدیث مولانا عبداللہ درخواستی نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو دین پور میں مولانا غلام محمد کے قرب میں دفن کیا گیا۔

دفن کے بعد مولانا عبدالہادی ابن مولانا غلام محمد نے کہا کہ یہ جگہ میں نے اپنے لئے رکھی تھی لیکن مولانا لال حسین کے اصرار پر ان کو دے دی۔ میں نے تیس برس اس جگہ پر قرآن کی تلاوت کی ہے۔

☆☆..........................☆☆

قاری خادم حسین کی رحلت

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

قاری خادم حسین ہمارے بہاولپور کے مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی کے چھوٹے بھائی، قاری عبیداللہ رحیمیؒ کے شاگرد رشید اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر سے ملحقہ مسجد کے سابق امام، مدرسہ کے سابق مدرس تھے۔ طبیعت میں سادگی تھی اور مرنج مرنجان طبیعت کے مالک تھے، سینکڑوں حفاظ کے استاذ تھے۔ کچھ عرصہ قبل سے دفتر کے قریب ایک مسجد میں امام تھے اور بنات کا مدرسہ چلا رہے تھے۔ مجلس کی ملازمت سے فراغت کے باوجود دفتر مرکزیہ میں آمد و رفت اور حضرت اقدس مولانا عزیز الرحمن جالندھری دامت برکاتہم، شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ سمیت تمام رفقاء سے میل ملاقات میں کمی نہیں آنے دی۔ مجلس کے پروگراموں، کانفرنسوں، اجلاسوں کے موقع پر تشریف لاتے اور ایک کارکن کی حیثیت سے جماعتی معاملات میں دلچسپی لیتے۔ ۲۷ر شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ مطابق ۴ر جون ۲۰۱۶ء صبح کی نماز پڑھائی، ذکر و اذکار، دعا سے فارغ ہو کر بچوں کو پڑھانے میں مصروف ہو گئے، اس دوران دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا اور کارڈیولوجی سینٹر پہنچنے سے پہلے روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری دامت برکاتہم میت کو دفتر مرکزیہ لے آئے اور اپنی نگرانی میں انہیں غسل اور کفن دیا۔ غسل میں مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا محمد انس، قاری فاروق احمد تونسوی، مرحوم کے فرزندان گرامی شریک ہوئے۔ راقم بھی آخر میں شریک ہوا۔ تجہیز و تکفین کے بعد ۱۱ بجے صبح ان کی نماز جنازہ دفتر مرکزیہ میں ادا کی گئی جس میں ہزاروں مسلمان شریک ہوئے، اکثریت حفاظ، قراء اور علماء کی تھی۔ جنازہ میں مولانا اللہ وسایا، مولانا ضیب احمد، مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا محمد اقبال میلسوی، مولانا محمد انس، مولانا محمد بلال، عزیز الرحمن رحمانی اور راقم الحروف نے مجلس کی نمائندگی کی۔ جنازہ کی امامت حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری دامت برکاتہم نے کی۔ جنازہ کے بعد مرحوم کے جسد خاکی کو ان کے آبائی علاقہ چاہ محمد علی والا بہادر پور جلال پور پیروالا لے جایا گیا، جہاں عصر کی نماز کے بعد دوسری نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ تیسرے دن مولانا محمد قاسم رحمانی اور راقم نے اہل و عیال کے ساتھ ان کے آبائی گھر میں ان کے خاندان کے حضرات سے تعزیت کی۔ دعا ہے کہ اللہ پاک ان کی آخرت کی منازل آسان فرمائیں، سینکڑوں حفاظ و قراء جو آپ سے تعلیم حاصل کر کے حافظ و قاری بنے اللہ پاک ان کے لئے صدقہ جاریہ بنائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

حضرت اقدس مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی دامت برکاتہم کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر، سلسلہ نقشبندیہ کے مشہور شیخ طریقت حضرت اقدس حافظ ناصر الدین خاکوانی دامت برکاتہم کے برادر نسبتی جناب شریف خان خاکوانی ۲۶ر شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ مطابق ۳ر جون اچانک رحلت فرما گئے۔ مرحوم حضرت خاکوانی صاحب دامت برکاتہم کے ماموں زاد بھائی، بہنوئی اور سالے بھی تھے۔ حضرت خاکوانی صاحب سے گہرا تعلق تھا۔ حضرت والا نے صبح ۳ر جون کو چناب نگر ختم نبوت کورس کی اختتامی تقریب میں شریک ہونا تھا، لیکن برادر نسبتی کی وفات کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے۔ ۳ر جون ان کی نماز صبح تقریباً نو بجے ادا کی گئی۔ مجلس کی نمائندگی حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری دامت برکاتہم نے فرمائی۔ ۴ر جون صبح ۱۰ بجے حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری دامت برکاتہم کی قیادت میں مجلس کے ایک وفد جس میں مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا محمد انس، عزیز الرحمن رحمانی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی شامل تھے، نے حضرت والا کی قیام گاہ میں ملاقات کی اور مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔ مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت والا اور خاندان کے دیگر حضرات سے قلبی افسوس کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کرتا ہے۔

بقیہ:............اداریہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مساجد کو عبادات سے آباد رکھنے والوں کے لئے کئی ضمانتیں دی ہیں‘ مثلاً: ایسے لوگوں کے لئے دنیا میں راحت اور آخرت میں رحمت ہے‘ ایسے لوگ پل صراط سے آسانی کے ساتھ گزرنے والے ہوں گے‘ اسی طرح مسجد کی طرف جانے کو رحمت کے نزول کا سبب اور انہیں ویران کرنے کو نفاق کا سبب فرمایا گیا ہے۔ ایک حدیث میں ہے:

’’عن ابی ھریرۃؓ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من توضأ فاحسن الوضوء ثم اتی مسجداً من مساجد اللّٰہ لاتعمدہ الا الصلوٰۃ یتبشبش اللّٰہ بہ کما یتبشبش احدکم بالغائب منہ اذا قدم علیہ۔‘‘ (کنزالعمال ج:۷‘ص:۵۷۳)

ترجمہ: ’’حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اچھے طریقے سے وضو کیا‘ پھر اللہ کی مساجد میں سے کسی مسجد میں نماز کے ارادہ سے آیا‘ اللہ پاک اس بندے سے ایسے خوش ہوتے ہیں جیسے تم میں سے کوئی ایک اپنے عزیز کے سفر سے (کافی عرصہ بعد) واپس آنے پر خوش ہوتا ہے۔‘‘

ایک حدیث میں ہے:

’’عن ابی ھریرۃؓ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا نزلت الرحمۃ علی اھل المسجد بدأت بالامام‘ ثم اخذت یمیناً ثم عطفت علی الصفوف۔‘‘ (کنزالعمال ج:۷‘ص:۵۶۶)

ترجمہ: ’’حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اہل مسجد پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے تو سب سے پہلے امام پر نازل ہوتی ہے‘ پھر امام کے دائیں طرف سے شروع ہوکر تمام صفوف پر (نازل ہوتی) ہے۔‘‘

کسی بستی میں اذان کا ہونا اس بستی کے اللہ کے عذاب سے بچنے کا سبب اور آسمان والوں تک اپنی آواز پہنچانے کا ذریعہ ہے‘ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ ذیل ارشادات اس پر شاہد ہیں:

۱:’’عن انسؓ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا اذن فی قریۃ امنھا اللّٰہ من عذابہ ذالک الیوم۔‘‘ (کنزالعمال جلد:۷‘ص:۶۸۱)

ترجمہ: ’’حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کسی بستی میں اذان ہوتی ہے‘ تو اللہ تعالیٰ اس دن اس بستی کو عذاب سے محفوظ فرمادیتے ہیں۔‘‘

۲:’’عن معقل بن یسارؓ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ایما قوم نودی فیھم بالاذان صباحاً کان لھم اماناً من عذاب اللّٰہ تعالیٰ حتی یمسوا‘ وایما قوم نودی فیھم بالاذان مساء کان لھم اماناً من عذاب اللّٰہ حتی یصبحوا۔‘‘ (کنزالعمال ج:۷‘ص:۶۸۲)

ترجمہ: ’’حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس قوم میں صبح کی اذان دی جاتی ہے‘ ان کے لئے شام تک اللہ کے عذاب سے حفاظت ہوجاتی ہے اور جس قوم میں شام کو اذان دی جاتی ہے‘ ان کے لئے صبح تک اللہ کے عذاب سے حفاظت ہوجاتی ہے۔‘‘

۳:’’عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اھل السماء لا یسمعون شیئاً من اھل الارض الا اذان۔‘‘ (کنزالعمال ج:۷‘ص:۶۸۲)

ترجمہ: ’’حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک آسمان

والے زمین میں رہنے والوں کی کوئی آواز نہیں سنتے سوائے اذان کے۔"

اذان کی تاثیر اور ہندوؤں کا اعتراف:

حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ قاسمیؒ فرماتے ہیں:

"۱۹۴۷ء میں ملک آزاد ہوا تو مشرقی پنجاب مسلمانوں سے خالی ہو گیا' تو وہاں کے ہندوؤں نے ایک بہت بڑا مشاعرہ کیا' جس کا صدر مولانا حبیب الرحمٰن کو بنایا گیا۔ جب مولانا تشریف لائے تو لوگ گلے مل کر روئے اور بہت روئے' اور پھر کہنے لگے کہ: مولانا! آپ گئے تو ہمارا دین دھرم بھی لیتے گئے۔ مولانا نے فرمایا کہ: بھائی! ہم تمہارا دین دھرم کیسے لے گئے؟ انہوں نے کہا کہ: آپ لوگ تھے تو یہاں کی مسجدیں آباد تھیں' پانچ وقت اذان ہوتی تھیں' اذانیں سن کر ہمارے دلوں میں بھی جذبہ اٹھتا تھا کہ ہم بھی بھگوان کا نام لیں' مگر اب نہ اذانیں ہیں اور نہ نماز روزہ کا منظر ہے' اس لئے ہم تو ٹھنڈے پڑ گئے' ہمارا دین دھرم ختم ہو گیا' جو تمہارے دم سے قائم تھا۔

اس پر حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ مہتمم دارالعلوم دیوبند نے فرمایا کہ: میں کہتا ہوں کہ اگر ان کے گھروں تک علم دین نہ بھی پہنچے تو اذانوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا نام ان کے گھروں تک ضرور پہنچتا ہے۔ ایک زمانے میں دارالعلوم کی مسجد کے موذن جان محمد ترکی تھے' جب وہ اذان کہتے تھے تو لاؤڈ اسپیکر نہ ہونے کے باوجود بلا تکلف ان کی اذان اسٹیشن سے سنی جاتی تھی۔ ان کی آواز اتنی تیز تھی کہ کافی دور تک جاتی تھی' جب ان کی اذان شروع ہوتی تھی تو بہت سے ہندو بیٹھ جایا کرتے تھے کہ اب اللہ کا نام لیا جا رہا ہے۔" (مجالس حکیم الاسلام، جلد اول، ص:۴۹)

ماضی اور حال گواہ ہیں کہ ہمیشہ مساجد اور مدارس ہی دین اسلام کی آبیاری اور تبلیغ و ترویج کے مراکز رہے ہیں اور مستقبل میں بھی قیامت تک ان شاء اللہ! یہی مراکز دین کی آبیاری اور سیرابی کا ذریعہ بنتے رہیں گے، انہی کے سائے میں بیٹھ کر قرائے تعلیم قرآن، مفسرین نے تفسیر قرآن، محدثین نے حدیث اور علماء کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلال، جمال، اخلاق، کردار اور دین متین کا ایک ایک طریقہ، ایک ایک مسئلہ اور حکم امت کو پڑھایا، سمجھایا اور ان تک پہنچایا، اسی لئے ان مراکز کی ترقی اور حفاظت ہر مسلم پر فرض ہے خواہ وہ کسی خطہ کا باشندہ ہو۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

قادیانیت کے خلاف امت مسلمہ کے فتاوی جات کا مجموعہ

فتاویٰ ختمِ نبوت

۳ جلدیں

تحقیق وتخریج شدہ جدید ایڈیشن

ترتیب: ۔حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ

زیرِ نگرانی: ۔مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ

تمام مکاتب فکر کے علماء کرام ومفتیان عظام کے وہ فتاویٰ جو انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت کے کافر، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے سے متعلق دیئے ہیں تحقیق وتخریج کے بعد انہیں یکجا شائع کیا گیا ہے۔

- ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے حضرات ومبلغین کے لئے معین ومددگار
- لائبریریوں اور دارالافتاؤں کے لئے بیش بہا علمی خزانہ
- عمدہ کاغذ، جاذبِ نظر سرورق
- علماء وطلباء اور کارکنان ختمِ نبوت کے لئے خصوصی رعایت

صرف =/1000 روپے علاوہ ڈاک خرچ

اسٹاکسٹ: مکتبہ لدھیانوی ۱۸ اسلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن، کراچی

021-34130020, 0321-2115595, 0321-2115590

شائع کردہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ۔ کراچی

021-32780337, 021-34234476